ماہِ رمضان

ہماری خطائیں اور اصلاح



تصنیف
مفتی محمد عرفان قادری

پروگریسو بکس

ماہِ رمضان

ہماری خطائیں اور اصلاح

تصنیف

مفتی محمد عرفان قادری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

ماہِ رمضان
ہماری خطائیں اور اصلاح

مرتب مفتی محمد عرفان قادری

بار اول	مئی 2016
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-6430776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

حسن ترتیب

انتساب

اس لمحے کے نام

جس لمحے میں دنیا کی سب سے رحمدل ہستی

ماں

اور شفیق ترین ہستی

باپ

نے اپنا لختِ جگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام پر وقف کر دیا۔

ابوالحیاء محمد عرفان طریقتی القادری

حیاء اسلامک سنٹر لاہور

...... مقدمہ مؤلف ......

رمضان المبارک عالم روحانیت کا موسم بہار ہے جس میں مختلف عبادات کے پھول کھلتے ہیں یہی وہ موسم ہے جس میں عبادات کے لگے ہوئے پودے تناور درخت بن جاتے ہیں اور ان پر ثوابات کے پھل پک کر مالیان عبادت کو خوش ذائقہ لذت سے محظوظ کرتے ہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ اس ماہ مبارک میں ہر مسلمان مختلف طریقوں سے اپنے خالق و مالک کو راضی کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اللہ کے پیارے محبوب امام الانبیاء ﷺ نے بھی اس مبارک مہینے میں کئی طرح سے عبادت فرمائی اور اپنے غلاموں کو بھی اس کی ترغیب دی۔

تمام ادیان و ملل میں روزہ معروف ہے اور رہا بھی ہے۔ قدیم یونانی، مصری، رومن اور ہندو سب روزہ رکھتے تھے۔ موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے۔ یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کیلئے یہود اس زمانے میں بھی ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں۔

اسی طرح موجودہ انجیلوں میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے۔ اسی بنیاد پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا

ہے۔

یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o (۱)

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اس آیت میں گذشتہ لوگوں کے حوالے سے روزوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی جانب رغبت ہو۔ کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کیا جائے تو وہ آسان ہو جاتا ہے۔ (۲)

روزہ کا لغوی معنی:

روزہ کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں جس کا معنی ہے ''هُوَ مُطْلِقُ الْاِمْسَاكِ'' یعنی کسی بھی کام سے رک جانے کو روزہ کہتے ہیں۔

روزہ کا شرعی معنی:

علامہ میر سید سند شریف جرجانی حنفی المتوفی ۸۱۳ھ تحریر فرماتے ہیں۔

''هُوَ فِیْ الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَنْ اِمْسَاكٍ مَخْصُوْصٍ وَهُوَ الْاِمْسَاكُ عَنِ

(۱)......سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۸۳

(۲)......تبیان القرآن، جلد: ۱، صفحہ: ۷۰۰

الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ مِنَ الصُّبْحِ إِلَى الْمَغْرِبِ مَعَ النِّيَّةِ'' (۳)

یعنی شرعی لحاظ سے مخصوص کاموں مثلاً کھانے، پینے اور جماع سے صبح (طلوع فجر) سے لے کر مغرب تک نیت کے ساتھ رک جانے کو روزہ کہتے ہیں۔

روزے کب فرض ہوئے:

علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ (قبلہ کی تبدیلی) کے (تقریباً ایک ماہ) بعد (دس شعبان کو) روزے فرض ہوئے۔ (۴)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی اس کے بعد زکوٰۃ اور پھر روزے فرض کئے گئے، کیونکہ ان کاموں میں سب سے آسان اور سہل نماز ہے اس لئے سب سے پہلے نماز فرض ہوئی۔ اور پھر اس سے مشکل اور دشوار زکوٰۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق گذرتا ہے اس لئے نماز کے بعد زکوٰۃ کو فرض کیا گیا۔ اور پھر ان سب کاموں سے زیادہ دشوار اور مشکل روزہ ہے کیونکہ روزے میں نفس کو کھانے، پینے، اور عمل تزویج (جماع) سے روکا جاتا ہے جو انسان کے نفس پر بہت گراں گزرتا ہے اس لئے زکوٰۃ کے بعد روزے کو فرض کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بتدریج احکام شرعیہ کا نزول فرمایا اور اسی

(۳)……کتاب التعریفات، صفحہ: ۹۷

(۴)……درمختار، جلد: ۲، صفحہ: ۸۰، مرقات شرح مشکوٰۃ، اشعۃ اللمعات، شرح مشکوٰۃ

حکمت سے رسول مکرم ﷺ نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا۔ (۵)

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ ۝ (۶)

اور اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے مرد اور عورتیں، اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ، فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ۔ (۷)

---

(۵)......تبیان القرآن، جلد:۱، صفحہ: ۷۰۰

(۶)......سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۵

(۷)......الغيلانيات، لابی بكر الشافعی، حديث نمبر: ۱٦۷ ...... الصحيح للبخاری، حديث نمبر: ۱۷۹۹و ۱۸۰۰ ......والصحيح للمسلم، حديث نمبر: ۱۰۷۹ ...... السنن للنسائی، جلد: ٤، صفحه: ۱۲۷ ...... =

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔اور شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ، صُفِدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجِنَانِ ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَنَادَى مُنَادٍ: يَابَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ (٨)

= المسند للامام احمد ، جلد: ۲،صفحہ: ۳۷۸ ...... السنن للدارمی ، جلد: ۱،صفحہ: ۳۵۷ ...... الصحیح لابن خزیمة ، جلد: ۳،صفحہ: ۱۸۸ ......السنن الکبریٰ للبیهقی ، جلد: ٤،صفحہ: ۲۰۳ ...... شرح السنة للبغوی ، جلد: ٦،صفحہ: ۲۱٤

(۸)......الجامع للترمذی ، حدیث نمبر: ٦۸۲ ...... شرح السنة ، جلد: ٦،صفحہ: ۲۱۵ ...... السنن لابن ماجه ، حدیث نمبر: ۱٦٤۲ ...... الصحیح لابن خزیمه ، جلد: ۳،صفحہ: ۱۸۸ ......المستدرك للحاکم ،جلد: ۱،صفحہ: ٤۲۱ ...... الامالی للشجری ، جلد: ۲،صفحہ: ٤۱ ...... فضائل الاوقات للبیهقی، حدیث نمبر: ۳۳

جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور مردود جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کسی دروازے کو کھولا نہیں جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا ایک ندا کرنے والا پکارتا ہے اے خیر کے طالب آ جا، اے شر کے طالب رک جا، اور اللہ تعالی لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اور ایسا ماہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (۹)

جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت کے ساتھ ماہِ رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

---

(۹)۔۔۔ المصنف، حدیث نمبر: ۸۸۷۵ ۔۔۔ المسند للامام احمد، حدیث نمبر: ۷۱۷۳ ۔۔۔ الصحیح للبخاری،، حدیث نمبر: ۳۸ ۔۔۔ السنن للنسائی، حدیث نمبر: ۲۲۰۳ ۔۔۔ السنن لابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲٦٤۱ ۔۔۔ الصحیح لابن حبان، حدیث نمبر: ۳٤۳۲۔

قَدْ جَآءَ كُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حَرُمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حَرُمَ۔ (۱۰)

تمہارے پاس ماہ رمضان آیا ہے جو بابرکت مہینہ ہے۔اس کے روزے اللہ تعالی نے تم پر فرض کئے ہیں۔اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے۔اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔جو اس کی بھلائی سے محروم رکھا گیا۔دراصل وہ ہی محروم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ'' (۱۱)

---

(۱۰)......السنن للنسائی، حدیث نمبر: ۲۱۰۶ ......المسند للامام احمد، جلد: ۲،صفحہ: ۲۳۰ ...... المصنف لابن ابی شیبة، جلد: ۳،صفحہ: ۱ ......المسند لعبد بن حمیدمع المنتخب، حدیث نمبر: ۱۴۲۷ ...... فضائل القرآن لابن ابی الدنیا، حدیث نمبر: ۱۳و۱۵ ......الشعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر: ۳۶۰۰ ...... فضائل الاوقات، حدیث نمبر: ۳۴

(۱۱)......سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۷۰۶

(رمضان ایسا فضیلت والا مہینہ ہے کہ) ہر افطار کے وقت اور رات کے وقت میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے۔

روزہ کی فضیلت:

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهُ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَایَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَیْرُهُمْ یُقَالُ أَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ ''(۱۲)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ''باب الریان'' ہے قیامت کے روز اس سے روزہ دار داخل ہونگے اور ان کے علاوہ اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا ۔کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ (فرشتے) کہیں گے کہ اس سے ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہو جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی دوسرا اس سے داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے جنت کے دروازوں

---

(۱۲)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۶۹

سے آواز دی جائے گی ''اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے'' اور نمازیوں کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا اور صدقہ کرنے والوں کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! جوان دروازوں سے بلایا گیا یہ تو خاص بات نہ ہوئی کیا کوئی ایسا ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اے ابو بکر (جن کو تمام دروازوں سے بلایا جائے) تم بھی انہیں میں سے ہو۔ (۱۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الصَّوْمُ لِیْ وَأَنَا أُجْزِیْ بِهِ، یَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِیْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ

وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ إِفْطَارِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ۔ وَلَخُلُوْفُ فِيْهِ، أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رَائِحَةِ الْمِسْكِ۔ (۱۴)

روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا بندے نے میری خاطر شہوت اور کھانے پینے کو ترک کیا۔

(۱۳)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۷۰......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۰۶

(۱۴)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۷۴۹۲......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۵۱

(حضور ﷺ نے فرمایا) روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت ملتی ہے دوسری خوشی اسے اپنے رب کے دیدار کے وقت ملے گی اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ خوشبودار اور پاکیزہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابن آدم کے ہر عمل میں نیکی کو دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے سوائے روزے کے کہ یہ بالخصوص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار میری وجہ سے کھانے پینے اور شہوت سے اپنے آپ کو دست بردار رکھتا ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک اپنے رب کی ملاقات کے وقت، اور اس کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ (۱۵)

اللہ کے فرمان ''روزہ میرے لئے ہے'' کی دس وجوہات:

اللہ تعالیٰ نے روزے کی اضافت اپنی طرف کی ہے اور فرمایا ہے کہ ''روزہ میرا ہے'' یا ''روزہ بالخصوص میرے لئے ہے'' حالانکہ تمام عبادات ہی

---

(۱۵)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۰۳

اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہیں۔اس خصوصیت کی علماء نے متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

(۱)......پہلی وجہ یہ ہے کہ روزے میں ریا کاری نہیں ہوسکتی اس لئے یہ عبادت خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے بخلاف باقی عبادات کے کہ ان میں ریا کاری کا شبہ ہوسکتا ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا یا بندے کو پتہ ہوتا یا اس کے رب کو اس لئے فرمایا ''روزہ خاص میرے لئے ہے۔

(۲)......دوسری وجہ یہ ہے کہ باقی عبادات ظاہرہ کو فرشتے لکھ لیتے ہیں مگر روزے کو فرشتے نہیں لکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے۔

(۳)......تیسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے بندے کو دنیا میں کوئی ظاہری فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا اجر اس کو دے گا اس لئے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۴)......چوتھی وجہ یہ ہے کہ استغناء (بے پروا ہونا) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور جب بندہ دن کے ایک حصے میں اپنی ضروریات سے مستغنی (بے پروا) ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مظہر بن جاتا ہے اس لئے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۵)......پانچویں وجہ یہ ہے کہ باطل خداؤں کی عبادت رکوع ،سجود

،طواف اور نذر و نیاز وغیرہ کے ساتھ کی گئی ہے مگر کسی باطل اور جھوٹے خدا کی عبادت روزے کے ساتھ نہیں کی گئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۶)......چھٹی وجہ یہ ہے کہ روزے کا خصوصی ثواب اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ کرم کے ساتھ عنایت فرمائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۷)......ساتویں وجہ یہ ہے کہ روزے کی جزا اللہ تعالیٰ خود ہوگا یعنی روزہ دار کو اپنا دیدار کروائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۸)......آٹھویں وجہ یہ ہے کہ روزہ باقی عبادات میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے جس طرح کہ سنن نسائی میں حدیث شریف ہے ''علیك بالصوم فانه لا مثل له ''یعنی روزے کو لازم کرلو کیونکہ اس کی مثل کوئی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۹)......نوویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی اضافت اس کے شرف گی کی وجہ سے اپنی جانب کی ہے جس طرح کہ ''ناقۃ اللہ'' اور ''بیت اللہ'' ہے ان کے شرف کی وجہ سے ان کی اضافت اللہ کی طرف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''

(۱۰)......دسویں وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جب لوگوں کے حقوق کی وجہ سے بندے کی نیکیاں حقداروں کو دے دی جائیں گی تو روزہ ایسی واحد عبادت ہوگی جو کسی کو نہ دی جائے گی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''روزہ میرے لئے ہے''۔ (۱۶)

نبی ﷺ کے فرمان ''روزہ ڈھال ہے'' کی تشریح:

سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے ''الصوم جنة'' یعنی روزہ ڈھال ہے۔ اس کی بھی متعدد تشریحات ہیں۔

پہلی تشریح :

یہ ہے کہ جب روزہ دار کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ روزے کو ڈھال بنالے یعنی یہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔

دوسری تشریح:

یہ ہے کہ روزے دار کے سامنے جب کوئی ایسا کام آتا ہے جو اس کو گناہ پر اکسا سکے تو روزہ اس کیلئے ڈھال بن جاتا ہے اور وہ بندہ گناہ سے باز رہتا ہے۔

تیسری تشریح :

یہ ہے کہ روزہ، روزہ دار کیلئے جہنم سے ڈھال بن جاتا ہے اور جہنم کی آگ کو اس سے دور رکھتا ہے اور روزہ دار کی بخشش کروادیتا ہے۔

---

(۱۶)......شرح صحیح مسلم للسعیدی، جلد:۳، صفحہ:۱۴۶

چوتھی تشریح:

یہ ہے کہ روزے کے سبب سے انسان اپنے نفس کے شر سے بچتا ہے اور اپنے بدن اور زبان کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے اس لئے فرمایا ''الصوم جُنّۃٌ'' روزہ ڈھال ہے۔ (۱۷)

روزے کی حکمتیں اور فوائد:

اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس نے جتنے بھی احکام لوگوں پر نافذ فرمائے، ان میں لاتعداد حکمتیں مضمر ہیں۔ اگر کسی حکم یا عبادت میں مضمر حکمتوں تک ہماری محدود فکر کی رسائی نہیں ہو پاتی تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں کوئی حکمت ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہماری عقل وفہم اور علم وفکر کا عجز ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا'' (۱۸)

اور تم لوگوں کو تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مختلف قسم کی عبادات لازم فرمائی ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ کون اپنے مولا کا عبادت گزار ہے اور کون ہے؟ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔

---

(۱۷)……المصدر السابق

(۱۸)……سورۃ الاسراء، آیت: ۸۵

مختلف اقسام کی عبادات کو فرض کرنے میں یہ حکمت بھی ہوسکتی ہے کہ ہر انسان کی طبیعت مختلف ہوتی ہے، ایک شخص اگر بدنی مشکلات کو برداشت کرسکتا ہے تو دوسرا مالی پریشانی کو سہار سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی عبادت لازم فرمائی تاکہ کوئی مسلمان اگر ایک قسم کی عبادت کرنے میں مشکل محسوس کرے تو دوسری میں اس کی رضا و رغبت ہوسکتی ہے اور وہ اس میں کثرت کر کے اپنے رب کا قرب حاصل کرسکتا ہے۔

☆ ......اللہ تعالیٰ کی طرف لازم کردہ عبادات میں سے کچھ کا تعلق بدن کے ساتھ ہے، مثلاً نماز۔

☆ ......کچھ عبادات کا تعلق مال و دولت کے ساتھ ہے جو انسان کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ۔

☆ ......اور کچھ اعمال کا تعلق بدن اور مال دونوں کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حج اور جہاد

☆ ......اور کچھ عبادتیں انسان کو محبوب و مرغوب اشیاء سے دور رکھ کر قصر نفس کیلئے لازم کی گئی ہیں۔ جیسا کہ روزے۔

مسلمان پر یہ تمام عبادات لازم اور ضروری ہیں۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص نماز تو مکمل توجہ اور قلبی لگاؤ کے ساتھ ادا کرے لیکن زکوٰۃ کو اتنی اہمیت نہ دے جتنی نماز کو دیتا ہے۔ تو اس شخص کیلئے قرب خداوندی حاصل کرنے کیلئے یہ

آسانی ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کردے اگرچہ اس درجہ نیک نیتی اور قلبی لگاؤ نہ جتنا نماز میں ہے اور پھر نماز میں بھرپور کوشش کرکے اس کمی کو پورا کرلے جو زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہوئے رہ گئی ہے۔

روزہ ارکان اسلام میں غیر معمولی اہمیت کا حامل رکن ہے۔ جتنی جلدی اس کے ذریعے قرب خداوندی حاصل کیا جا سکتا ہے شاید کسی اور عبادت کے ذریعے نہیں ہوسکتا۔ روزے میں بے شمار حکمتیں اور فوائد مضمر ہیں جن کا مکمل احاطہ تو کسی کے بس میں نہیں ہے البتہ چند حکمتوں کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

(۱) عبادت الٰہی:

روزے کی بڑی حکمت یہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر لازم کی گئی عبادت ہے جس کے ذریعے بندہ اپنے رب کے قریب ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اس عبادت کو بجالانے کیلئے بندے کو اپنی محبوب و مرغوب اشیاء مثلاً کھانا پینا اور جماع کرنا وغیرہ سے دور ہونا پڑتا ہے اور وہ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس سب کو برداشت کرتا ہے اور خالی کمرے میں تنہائی کے عالم میں بھی ان چیزوں کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرتا حالآنکہ وہ جانتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ لیکن وہ سمجھتا ہے کہ جس کی خاطر میں نے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اور یہی یقین اور اعتماد اس کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

(۲) تقویٰ کا سبب:

تقویٰ کے اسباب میں سے قوی ترین سبب روزہ ہے۔ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے خود تقویٰ کا سبب ارشاد فرمایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ (۱۹)

اے مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

روزے کی وجہ سے بندہ امور اطاعت میں کثرت اور معاصی (گناہوں) سے اجتناب کرتا ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ ۔ (۲۰)

جو شخص جھوٹی بات اور اس کے مطابق عمل کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا ترک کردے۔

یعنی روزہ محض کھانا پینا ترک کردینے کا نام نہیں بلکہ جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی اور دیگر معاصی سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔ روزہ بندے کو برائی سے دور رکھتا ہے، اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کیلئے ارشاد فرمایا کہ

(۱۹)……سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۳

(۲۰)……صحیح بخاری، کتاب الصیام، حدیث نمبر:۱۹۰۳

جب کوئی شخص اسے گالی دے تو جوابا کہو" انی امرؤ صائم "یعنی میں روزے دار ہوں۔

اور اس میں حکمت، دوسرے سے زیادہ خود کو یاد دلانا ہے کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ جوابا اگر خدانخواستہ اس کی زبان پھسلنے لگے تو اپنے روزہ دار ہونے کی وجہ سے خود کو روک لے گا۔

(۳) ذکر و فکر کیلئے دل کا خالی ہونا:

زیادہ کھانے پینے سے انسان کی غفلت اور قلبی قساوت میں اضافہ ہوتا ہے اور معرفت حق سے اس کی نگاہیں اندھی ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ فرمانِ حبیب ﷺ ہے:

مَا مَلَاءَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَ ثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَ ثُلُثٌ لِنَفَسِهِ۔ (۲۱)

انسان نے پیٹ سے زیادہ برا برتن نہیں بھرا۔ انسان کیلئے چند لقمے کھانا کافی ہے جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں۔

---

(۲۱)...... سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۸۰...... سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۳۴۹ ...... مسند احمد، جلد: ۴، صفحہ: ۱۳۲...... تحفۃ الاشراف، جلد: ۸، صفحہ: ۵۰۹...... المستدرک للحاکم، جلد: ۴، صفحہ: ۱۲۱

اور اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو پیٹ کے تین حصے کرے، ایک تہائی کھانے کیلئے، ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے۔

جب بندہ روزہ رکھتا ہے اور کھانے پینے میں کمی کرتا ہے تو اس کی غفلت اور دلی سختی میں بھی کمی آنا شروع ہو جاتی ہے اور دل تمام قسم کی نفسانی خواہشات سے دور ہوتا جاتا ہے جس کی وجہ سے ذکر وفکر میں زیادتی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ نفس کو بھوکا رکھنے میں قلبی صفا اور رقت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوسلیمان الدرانی، فرماتے ہیں:

ان النفس اذا جاعت و عطشت صفا القلب و رق واذا شبعت عمی القلب۔

جب نفس بھوکا پیاسا ہو تو صفائے قلب اور رقت قلبی حاصل ہوتی ہے اور جب وہ سیر ہو جائے تو دل اندھا ہو جاتا ہے۔

(۴) اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی:

روزے کی حالت میں بھوکا پیاسا رہنے سے مالدار شخص کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے اور اسے پتہ چلتا ہے کہ رزق کی جو فراوانی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کی کیا اہمیت ہے۔ اور وہ آدمی ان نعمتوں کی اہمیت جان کر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے۔

اور دوسرا خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے اسے غریبوں کی حالت کا اندازہ

ہوتا ہے اور وہ ان کی بھوک اور پیاس کو دور کرنے کیلئے صدقہ و خیرات میں کثرت کرتا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات میں کثرت کرنا نبی کریم ﷺ کا مبارک طریقہ اور سنت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ۔ (۲۲)

نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور ماہِ رمضان میں آپ عام دنوں سے بھی زیادہ سخاوت فرمایا کرتے تھے جب آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملنے آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے۔

(۵) ضبطِ نفس کی مشق:

روزہ رکھنے سے بندے کو نفس کو قابو میں رکھنے کی مشق ہوتی ہے۔ کیونکہ روزہ دار آدمی کسی خالی کمرے میں بھی بیٹھا ہو تو بھی کھانے یا پینے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ اس طرح کرنے سے آدمی کو ضبطِ نفس کی عادت ہو جاتی ہے اور نفس بندے کے قابو میں آجاتا ہے اور پھر وہ آدمی اپنے نفس کو اعمالِ خیر کی طرف راغب کر کے ابدی سعادتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔

(۶) دورانِ خون کے ساتھ دورانِ شیطان میں کمی:

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ جس طرح انسان کے جسم میں خون دوڑتا

(۲۲)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶

ہے، اسی طرح شیطان بھی گردش کرتا ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

ان الشیطان یجری من ابن أدم مجری الدم ۔(۲۳)

بے شک شیطان خون کی طرح انسان کے جسم میں گردش کرتا ہے۔

لہذا روزے کے سبب بھوک کی وجہ سے دوران خون میں کمی واقع ہوتی ہے تو دوران شیطان میں بھی کمی آجاتی ہے اور بندہ ہر اس شیطانی عمل سے محفوظ ہو جاتا ہے جس کا سبب شیطان ہے۔ مثلاً شہوت، غصہ وغیرہ۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے کثرت شہوت والے شخص کو روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّہُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّہُ لَہُ وِجَاءٌ (۲۴)

---

(۲۳)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۳۸...... صحیح مسلم، کتاب السلام، حدیث نمبر: ۲۱۷۴

(۲۴)...... سنن النسائی، جلد: 6، صفحہ: 57-56...... صحیح بخاری مع فتح الباری، جلد: 9، صفحہ: 106...... صحیح مسلم مع شرح النووی، جلد: 9، صفحہ: 172...... سنن ابی داؤد مع شرح عون المعبود، جلد: 6، صفحہ: 41-39...... جامع الترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی، جلد: 4، صفحہ: 199...... سنن ابن ماجہ، جلد: 1، صفحہ: 567-566...... سنن الدارمی، جلد: 2، صفحہ: 57...... مسند امام احمد، جلد: 1، صفحہ: 432-425-424......

اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو نکاح کی قوت رکھتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ آنکھوں کو نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اور جو نکاح کی قوت نہ رکھتا ہو، اس پر روزے رکھنے ضروری ہیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کرنے کا ذریعہ ہے۔

(۷) طبی وجسمانی فوائد:

یہ تو روزے کے روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلو ہیں اگر ہم اس کے طبی پہلو کا جائزہ لیں تو ہم پر درخشاں حقیقت آشکار ہوگی کہ روزہ طبی طور پر بھی مفید ہے۔

طب جدید نے تو فاقہ کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ مغرب میں اب فاقہ کو مستقل علاج کی حیثیت حاصل ہے۔ یورپ کے طبی ماہرین تو ہفتہ میں ایک روزہ (فاقہ) کی تلقین کرتے ہیں، روزہ معدہ کو آرام دیتا ہے۔ غذا کے ہضم ہونے میں

= المصنف لعبد الرزاق، حدیث نمبر: 10380……المصنف لابن ابی شیبہ ،جلد: 6،صفحہ: 8 حدیث نمبر: 16142……المعجم الکبیر للطبرانی ، جلد: 10،حدیث نمبر: 10168……سنن بیہقی ،جلد: 7،صفحہ: 122،حدیث نمبر: 13446……شرح السنۃ للبغوی ، جلد: 9،صفحہ: 3،حدیث نمبر: 2236……سنن کبریٰ للنسائی ، جلد: 5،صفحہ: 149……تاریخ بغداد للخطیب ،جلد: 3،صفحہ: 156……المنتقی لابن جارود مع غوث المکدور،جلد: 3،صفحہ: 15

بدن کی قوت صرف ہوتی ہے فاقہ سے یہ قوت ہضم کی بجائے بدن کے ردی مواد اور سمیات کے اخراج پر صرف ہوتی ہے۔ بدن سے فاسد اور گندہ مادہ خارج ہو جاتا ہے اور جسم پاک ہو جاتا ہے۔ پرانے امراض میں تو روزہ بے حد مؤثر ہے۔ دائمی نزلہ، ذیابیطس (شوگر) خون کے بڑھے ہوئے دباؤ میں مفید ہے۔

روزہ کا ایک افادی پہلو یہ بھی ہے کہ سگریٹ اور حقہ کے عادی افطار کے بعد ہی سگریٹ یا حقہ کا استعمال کر سکتے ہیں، اس طرح ان کے استعمال میں کمی ہو جاتی ہے، ایسے حضرات توجہ کریں تو حقہ اور سگریٹ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے یہ عظیم سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں روزہ رکھتے ہیں۔ کفر و الحاد کے اس دور میں مسلمانوں نے ایمان کی شمع کو فروزاں رکھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات پر عمل کرنا مسلمانوں کیلئے باعث فخر ہے۔

روزے کے طبی اور سائنسی فوائد:

روزہ اسلامی تعلیمات کا اہم ستون ہے۔ اسلام کے پیش نظر جس معاشرے کا قیام ہے روزہ اس معاشرے اور نظام کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزے سے تزکیہ نفس اور روح کی پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ روزہ صبر و تحمل اور نظم و ضبط پیدا کرتا ہے۔ دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر غریبوں کے مصائب کا صحیح احساس ہوتا ہے، روزے سے خضوع و خشوع، تقویٰ و پرہیز گاری اور صداقت و امانت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، روزہ مسلمانوں کو ذوق عبادت سے سرشار کرتا ہے۔

روزہ کے طبی فوائد:

یہ تو روزے کے روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلو ہیں اگر ہم اس کے طبی پہلو کا جائزہ لیں تو ہم پر درخشاں حقیقت آشکار ہوگی کہ روزہ طبی طور پر بھی مفید ہے۔

طب جدید نے تو فاقہ کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ مغرب میں اب فاقہ کو مستقل علاج کی حیثیت حاصل ہے۔ یورپ کے طبی ماہرین تو ہفتہ میں ایک روزہ (فاقہ) کی تلقین کرتے ہیں، روزہ معدہ کو آرام دیتا ہے۔ غذا کے ہضم ہونے میں بدن کی قوت صرف ہوتی ہے فاقہ سے یہ قوت ہضم کی بجائے بدن کے ردی مواد اور سمیات کے اخراج پر صرف ہوتی ہے۔ بدن سے فاسد اور گندہ مادہ خارج ہو جاتا ہے اور جسم پاک ہو جاتا ہے۔ پرانے امراض میں تو روزہ بے حد مؤثر ہے۔ دائمی نزلہ، ذیابیطس (شوگر) خون کے بڑھے ہوئے دباؤ میں مفید ہے۔

روزے کا نظام ہضم پر اثر:

نظام ہضم جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قریبی طور پر ملے ہوئے بہت سے اعضاء پر مشتمل ہوتا ہے جیسے کہ منہ اور جبڑے میں لعابی غدود، زبان، گلا، (گلے سے معدے میں خوراک لے جانے والی) نالی، معدہ، بارہ انگشت آنت، جگر، لبلبہ اور آنتوں کے مختلف حصے وغیرہ تمام اس نظام (ہضم) کا حصہ ہیں۔ اس نظام کا اہم حصہ یہ ہے کہ یہ سب پیچیدہ اعضاء خود بخود ایک کمپیوٹری نظام سے عمل پذیر ہوتے ہیں جیسے ہی ہم کچھ کھانا شروع کرتے ہیں یا

کھانے کا ارادہ کرتے ہیں یہ پورا نظام حرکت میں آجاتا ہے اور ہر عضو اپنا کام شروع کر دیتا ہے یہ ظاہر ہے کہ سارا نظام چوبیس گھنٹے ڈیوٹی پر ہونے کے علاوہ اعصابی دباؤ اور غلط قسم کی خوراک کی وجہ سے ایک طرح سے گھس جاتا ہے۔اور روزہ ایک طرح سے اس سارے نظام پر ایک مہینے کا آرام طاری کر دیتا ہے۔

حقیقت میں روزے کا حیران کن اثر خاص طور پر جگر پر ہوتا ہے کیونکہ جگر کے کھانا ہضم کرنے کے علاوہ بھی پندرہ مزید عمل ہوتے ہیں یہ اس طرح تھکان کا شکار ہو جاتا ہے۔اور روزے نے جگر کو کم از کم چار گھنٹے کا آرام مل جاتا ہے جو کہ روزے کے بغیر بالکل ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصے کے برابر بھی اگر کوئی چیز معدے میں داخل ہو جائے تو پورے نظام ہضم کا کمپیوٹر اپنا کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً عمل میں مصروف ہو جاتا ہے۔سائنسی نقطہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک مہینہ تو لازمی ہونا چاہیے۔

روزے کے دوران خون پر فائدہ منداثرات:

دن میں روزے کے دوران خون میں کمی ہو جاتی ہے یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ اور آرام مہیا کرتا ہے۔زیادہ اہم یہ بات ہے کہ سیلوں کے درمیان مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹشوز یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے، پٹھوں پر دباؤ یا عام فہم میں ڈائسٹا لک دباؤ دل کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے روزے کے دوران

ڈائسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ اور ہائپر ٹینشن کا شکار ہے، رمضان المبارک کے ایک مہینے کے روزے بطورِ خاص ڈائسٹالک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔

روزے کا سب سے اہم اثر دورانِ خون پر اس پہلو سے ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس سے خون کی شریانوں پر کیا اثر پڑتا ہے اس حقیقت کا علم اب عام یہ ہے کہ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے کا پوری طرح تحلیل نہ ہونا ہے جبکہ دوسری طرف روزے میں خاص طور پر افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہو چکے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جم نہیں پاتے اس طرح شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں، چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں (جن میں شریانوں کی دیواروں کی سختی نمایاں ترین ہے) سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔ چونکہ روزے کے دوران گردے جنہیں دورانِ خون ہی کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے آرام کی حالت میں ہوتے ہیں اسلئے جسم کے اعضاء کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال رہتی ہے۔

خون کی تشکیل اور روزہ:

خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک خودکار نظام ہڈی کے گودے کو متحرک کر دیتا ہے، کمزور اور لاغر لوگوں میں یہ گودہ خاص کر سست حالت میں پایا جاتا ہے، یہ کیفیت بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کے ضمن میں بھی پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے پیلے چہروں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص خون کی پیچیدہ بیماری میں مبتلا ہوا اسے طبی معائنہ اور ڈاکٹر کی تجویز کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑے گا، چونکہ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے یہ ہڈی کے گودے کیلئے ضرورت کے مطابق مواد مہیا کرتا ہے جس سے با آسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔ اس طرح روزے سے متعلق بہت سی اقسام کی حیاتیاتی برکات کے ذریعے ایک دبلا پتلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے اسی طرح موٹے اور فربہ لوگ بھی روزے کی عمومی برکات کے ذریعے وزن کم کر سکتے ہیں۔

روزے کا اعصابی نظام پر اثر:

اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزے کے دوران چند

لوگوں میں پیدا ہونے والا چڑ چڑا پن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس قسم کی صورت حال ان انسانوں کے اندر انانیت یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے عبادات کی بجا آوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام نفرتوں اور غصے کو دور کرتی ہے اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کے وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں، اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں تقریباً مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔

روزے کے دوران ہماری جنسی خواہشات بھی چونکہ علیحدہ ہو جاتی ہیں اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحت مند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ انسانی تحت الشعور جو رمضان المبارک کے دوران عبادت کی مہربانیوں کی بدولت شفاف اور تسکین پذیر ہو جاتا ہے اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

ماہِ رمضان میں ہماری خطائیں:

روزہ اور ماہِ رمضان بلاشبہ اپنے ضمن میں بے شمار خوبیاں سمائے ہوئے

ہیں لیکن ان سے کما حقہ فائدہ تب ہی اٹھایا جا سکتا ہے جب ان کی عبادات کو پورے اہتمام کے ساتھ نبھایا جائے۔

زمانہ رسالت سے دوری اور بعد جیسے جیسے بڑھتا گیا ویسے ویسے لوگوں میں تساہل اور سستی بھی بڑھتی گئی حتی کہ یہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اپنی مذہب کی تعلیمات یکسر بھول چکی ہیں۔ عبادات کا اہتمام کیسے کرنا ہے؟ کن چیزوں کو بروئے کار لانا ہے اور کن سے بچنا ہے، ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ بلکہ ہم نے بے شمار ایسی چیزوں کو دین کا حصہ بنالیا ہے جن کا دور دور تک اسلام سے تعلق نظر نہیں آتا۔ زیر نظر کتاب میں انہیں غلط فہمیوں اور خطاؤں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اصلاح اور صحیح اسلامی طریقہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب میں ایک سو چالیس سے زائد خطاؤں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی طریقے سے ماہِ رمضان المبارک کے ساتھ پایا جاتا ہے، اور بے شمار ایسی خطائیں ہیں جن کو کتاب کا حصہ نہیں بنایا جا سکا، اور کئی ایسی خطائیں بھی ہوسکتی ہیں جو ہماری نظر سے نہ گزری ہوں، اس لئے قارئین کرام سے التماس ہے کہ ایسی خطائیں جن کو کتاب کا حصہ بنانا یا ان پر تحقیق کرنا ضروری سمجھیں، ہمیں ارسال فرمائیں، ہم ان شاء اللہ ضرور ان پر تحقیق کر کے امت مرحومہ کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی کمی نہ رہے لیکن

بتقاضائے بشریت اس ''خطاؤں'' والی کتاب میں ''خطاء'' کا احتمال موجود ہے، اگر کسی مسلمان بھائی کی نظر سے ایسا مواد یا کوئی ایسی بات گزرے جو صحیح اسلامی مسائل سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہو تو ہمیں اطلاع دے کر شکریہ کا موقع ضرور فراہم کریں۔

اہلسنت کا عظیم اشاعتی ادارہ ''**پروگریسو بکس**'' کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ احادیث نبویہ پر علمی کام اس ادرے کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ادارے کے جواں ہمت سالار بڑی محنت وکوشش سے اہلسنت کی اشاعتی کمی کو پورا کرتے ہوئے دکھائی دیتے۔ بندہ حقیر کی کتب کی اشاعت کی ذمہ داری بھی اس ادارے نے خوشدلی سے قبول کی ہے، مولائے کریم اس ادارے کو مزید ترقیاں عطا فرمائے اور احباب کو دنیوی واخروی برکات سے مالا مال فرمائے۔ اور تمام امت محمدیہ خصوصا میرے والدین اور اساتذہ کرام کیلئے بخشش کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

طالب دعا و وفا

عبد ذی المنن ابوالحیا محمد عرفان قادری

حیاء اسلامک سنٹر چائنہ سکیم لاہور

باب اول ......☆

❀......استقبال رمضان میں ہماری خطائیں......❀

خطاء نمبرا:

بعض لوگ ماہِ رمضان کا استقبال باقی مہینوں کی طرح عام طریقے سے کرتے ہیں اور یہ صریح غلطی اور خطاء ہے۔ نبی کریم کا ارشاد گرامی ہے:

جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے ''جکڑ'' دیا جاتا ہے۔(۱)

شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتے ہیں:

اعمال صالحہ کی کثرت اور عمل پیرا ہونے والوں کو مزید ترغیب دلانے کیلئے اس مہینے میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، مومنوں کی طرف سے گناہوں میں کمی ہو جانے کی وجہ سے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کرنے کا مطلب ہے انہیں ایسی جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں باقی مہینوں میں نہیں کیا جاتا۔(۲)

---

(۱)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۰۰......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۰۷۹

(۲)......مجالس شهر رمضان، صفحہ:۱۴

خطاء نمبر۲:

بعض لوگ رمضان کا مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھتے ہیں، بعض شک کی بنیاد پر احتیاطاً اور بعض رمضان المبارک کا استقبال کرنے کی غرض سے، بہرحال جیسے بھی ہو، یہ روزہ رکھنا جائز نہیں اور خطا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو ہاں جو شخص پہلے سے روزے رکھتا تھا وہ رکھ لے۔ (۳)

اگر کسی شخص پر پہلے رمضان کے قضاء روزے ہیں تو وہ رکھ لے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ پہلے فوت شدہ روزوں کو قضاء کرے۔ اس کی مزید تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

خطاء نمبر۳:

شعبان المعظم کے دنوں کی گنتی نہ کرنا بھی خطاء ہے، امۃ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ شعبان کے دنوں کی گنتی کریں تا کہ ماہ رمضان کی گنتی پوری ہو سکے۔ کیونکہ مہینہ یا تو ۲۹ کا ہوتا ہے یا ۳۰ دن کا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مہینہ ۲۹ کا ہوتا ہے، تم روزہ نہ رکھو یہاں تک کے چاند کو دیکھ لو۔ اگر مطلع

---

(۳)...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۸۲

ابر آلود ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو۔(۴)

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر ہی روزہ چھوڑو، اگر مطلع ابر آلود ہو اور چاند چھپ جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔(۵)

خطاء نمبر ۴:

علم نجوم والوں کے کہنے پر **چاند کی رؤیت** پر اعتماد کرنا خطاء ہے۔ چاند کے ثبوت کیلئے صرف آنکھ کے **دیکھنے** پر اعتماد واجب ہے **جس کی** دو مسلمان عادل گواہی دیتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا **فرمان** ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۝(۶)

تم میں سے جو اس مہینے کو دیکھے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے۔

اور نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے:

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑو۔ اور **اگر تمہیں** چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور اگر دو گواہ گواہی **دیں تو تم** روزہ رکھو اور افطار کرو۔(۷)

---

(۴)……صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۰۸

(۵)……صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۱۰……صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۸۱

(۶)……سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۵

(۷)……صحیح سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۹۹۷

اس سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں، بلکہ اگر رمضان المبارک کا چاند دیکھنے گواہی ایک عادل یا مستور الحال آدمی دے تو اس کی گواہی معتبر ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لوگ چاند دیکھ رہے تھے تو میں نے رسول اکرم ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے، اس پر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۸)

خطاء نمبر ۵:

ایک شہر والوں کا چاند دیکھنے کے بارے میں دوسرے شہر والوں پر اعتماد کرنا خطاء ہے۔ البتہ اگر شہروں کی مسافت قریب ہو تو رؤیت کا اعتبار کرنا درست ہے اور اگر بُعد فاحش (اتنا فاصلہ ہو جس سے مطالع میں ایک دن کا فرق آجائے) ہو تو اختلاف مطالع معتبر ہوگا۔

حدیث نمبر ۱: چاند کے دیکھے بغیر روزہ نہ رکھو اور چاند کے دیکھے بغیر چھوڑو بھی نہیں اگر آسمان پر گرد و غبار ہو تو آسمان کے پورے ہونے کا اندازہ لگاؤ۔ (۹)

حدیث نمبر ۲: چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند کو دیکھ کر ہی افطار

(۸)...... صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۵۲

(۹)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۰۷...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۸۰

کرو۔(۱۰)

حدیث نمبر ۳: جب تم چاند کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب دوبارہ دیکھو تو روزہ چھوڑ دو۔(۱۱)

اس پر صحابہ کرام کا عمل بھی ہے، ان میں سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اسی پر عمل کرتے تھے اسی لئے تو انہوں نے اہل شام کی رؤیت کو قبول نہ کیا۔

حضرت کریب رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ حضرت ام فضل بنت حارث نے مجھے حضرت معاویہ کی طرف ملک شام میں بھیجا، میں شام آیا اور اپنا کام مکمل کیا میں نے رمضان المبارک کا چاند دیکھا تو میں شام میں تھا میں نے جمعۃ المبارک کی رات چاند دیکھا پھر میں مہینے کے آخری دنوں میں مدینہ آیا مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا پھر چاند کا ذکر کیا اور کہا تم نے کب دیکھا۔ میں نے کہا ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے جمعہ کی رات کو ہی دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تو ہفتہ کی رات کو دیکھا تھا تو ہم روزے رکھیں گے یہاں تک کہ تیس دن مکمل ہو جائیں یا چاند نظر آ جائے میں نے عرض کی، کیا آپکو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

(۱۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۱۰

(۱۱)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۸۱......سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۰۰۲

اور ان کے اصحاب کی رؤیت کافی نہیں؟ فرمایا نہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم دیا۔ (۱۲)

خطاء نمبر ۶:

بعض روزے داروں کا اپنے منہ کی بو کو ناپسند کرنا، خطاء ہے، کیونکہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالی کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ (۱۳)

اس بو میں تخفیف ممکن ہے:

(۱)......مسواک کے ساتھ: کیونکہ یہ منہ کے لئے پاکیزگی اور رب کی رضاء کا باعث ہے۔

(۲)......کلی کرنے سے: اس احتیاط کے ساتھ کہ پانی نگلا نہ جائے۔

(۳)......ٹوتھ برش استعمال کرنے سے: لیکن احتیاط کے ساتھ کہ کوئی

(۱۲)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۴۴...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۵۵۹...... سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۹۹۶

(۱۳)......صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث صفحہ: ۱۶۳...... سنن نسائی، جلد: ۴، صفحہ: ۱۶۴، حدیث نمبر: ۲۲۱۶

چیز حلق سے نیچے نہ اترے۔

خطاء نمبر ۷:

بعض لوگوں کا ایسے ممالک میں روزہ کے متعلق تردد کا شکار ہونا جہاں دن بڑا اور رات چھوٹی ہوتی ہے، خطاء ہے۔ اس شہر والوں پر واجب ہے کہ اپنے شہر کے رات اور دن کے اعتبار سے روزہ رکھیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o (۱۳)

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ o (۱۴)

کھاؤ، پیو یہاں تک کے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے یعنی فجر طلوع ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔

دیار سعودیہ کے سابق مفتی شیخ محمد بن ابراہیم نے اس پر فتوی دیا ہے اور

(۱۳)......سورۃ البقرہ، آیت نمبر: ۱۸۳

(۱۴)......سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۷

کہا ہے:

ان علاقوں میں رات بھی صحیح ہوتی ہے اور دن بھی لہذا جب سورج غروب ہو جائے تو وہ افطار کر لیں اور پھر صبح کا نور ظاہر ہونے تک افطاری کی حالت پر ہی رہیں۔ اگر کوئی شخص روزے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضاء کر لے جیسے دوسرے لوگ کرتے ہیں۔(۱۵)

شیخ محمد بن صالح العثیمین، سے سوال کیا گیا ہمارے شہر میں سورج ساڑھے ۹ بجے یا ۱۰ بجے غروب ہوتا ہے تو ہم روزہ کب افطار کیا کریں؟

انہوں نے جواب دیا:

جب سورج غروب ہو جائے تو افطار کیا کرو، جب تک چوبیس گھنٹوں میں دن اور رات آتے ہیں تم پر روزہ رکھنا واجب ہے چاہے دن لمبا ہی کیوں نہ ہو۔(۱۶)

خطاء نمبر ۸:

اہل قطبین (اس علاقے کے رہنے والے جہاں چھ مہینے رات اور چھ مہینے دن رہتا ہے) کا روزہ نہ رکھنا خطاء ہے۔ ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں:

ان پر نماز یا روزہ فرض عین تو نہیں ہے لیکن انہیں فرض کے مشابہ عمل کرنا

(۱۵)...... فتاویٰ ورسائل شیخ محمد بن ابراہیم، جلد: ۴، صفحہ: ۱۵۷

(۱۶)...... کتاب الفتاوی، من سلسلة کتاب الدعوة، جلد: ۱، صفحہ: ۱۶۰

چاہئے۔ اور جس طرح انہوں نے باقی کاموں کیلئے وقت مقرر کر رکھے ہیں، مثلاً شام کا کھانا، دوپہر کا کھانا، کام کیلئے نکلنے کا وقت اور سونے کا وقت وغیرہ، اسی طرح وہ اپنے قریبی ملک کے حساب سے نمازوں اور روزوں کے اوقات بنالیں اور ان میں فرائض سے تشبہ اختیار کریں، یعنی جب ان کے اندازے کے مطابق نماز کا وقت آئے تو نماز ادا کریں اور جب رمضان المبارک آئے تو روزے رکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

خطاء نمبر ۹:

جب رمضان المبارک کے شروع ہو جانے یا چاند کے نظر آنے کا اعلان کیا جائے تو بعض لوگوں کا دعا مانگنے سے غفلت برتنا، خطاء ہے۔

مستحب ہے کہ جب رمضان المبارک کے شروع ہونے کا اعلان کیا جائے، تو وہ کلمات ادا کئے جائیں جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ چاند دیکھتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَ رَبُّكَ اللّٰهُ۔

اے اللہ! اس چاند کو ہمارے لئے برکت اور ایمان والا، سلامتی اور اسلام والا بنادے، میرا اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ (۱۷)

(۱۷)...... صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۲۵

دوسری روایت میں یہ کلمات ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ رَبُّکَ اللّٰہُ۔ (۱۸)

خطاء نمبر ۱۰:

ماہِ رمضان المبارک کی آمد پر اس کی خوشخبری اور مبارک باد نہ دینا، خطاء ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان المبارک کی آمد پر خوشخبری دیا کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول ﷺ نے فرمایا:

تمہارے پاس ماہِ رمضان آیا ہے تمہیں یہ مہینہ مبارک ہو۔ اللہ تعالی نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین مردودں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رکھا گیا تو وہ محروم ہی رہا۔ (۱۹)

بعض لوگوں کا اس کی مبارک باد دینے کیلئے دیگر کلمات کو ادا کرنا بھی

(۱۸)......سنن دارمی، جلد:۱، صفحہ:۳۲۶، حدیث نمبر:۱۶۹۴......المعجم الکبیر، جلد:۱۲، صفحہ: ۳۵۶، حدیث نمبر:۱۳۳۳۰

(۱۹)......صحیح سنن نسائی، حدیث نمبر:۱۹۹۲

درست ہے، جیسا کہ باقی خوشخبریوں کے مواقع پر بولے جاتے ہیں، مثلاً "مُبْرُوْكٌ هٰذَا الشَّهْرُ" یا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَلَغَنَا اِلٰی هٰذَا الشَّهْرِ" وغیرہما۔

خطاء نمبر ۱۱:

رمضان المبارک کی پہلی رات میں روزوں کی نیت نہ کرنا، خطاء ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

جس نے طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی، اس کا روزہ نہیں۔ (۲۰)

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

جس نے رات کے وقت روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔ (۲۱)

اس سے یہ مراد نہیں کہ رمضان المبارک کی ہر رات میں یہ نیت کرنی لازم ہے بلکہ جب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو تو صرف پہلی رات میں یہ نیت کرلیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ الشَّهْرَ كُلَّهٗ

اے اللہ! میں پورا مہینہ روزے رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔

خطاء نمبر ۱۲:

رمضان المبارک کی ہر رات میں نیت کرنا خطاء ہے۔ کیونکہ رمضان

---

(۲۰)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۱۴۳......صحیح ابن خزیمہ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۱۲، حدیث نمبر: ۱۹۳۳

(۲۱)......سنن نسائی، حدیث نمبر: ۲۱۹۹

المبارک کے روزے متعین ہوتے ہیں ان دنوں میں کوئی اور روزہ رکھا نہیں جا سکتا، اس لئے ان روزوں کی با قاعدہ نیت کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

خطاء نمبر ۱۳:

یہ کہنا کہ جو رات کے وقت نیت کرنی بھول جائے اس پر روزے کی قضاء واجب ہے، خطاء ہے۔ کیونکہ بھول جانے والے پر مواخذہ نہیں ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا ○ (۲۲)

اے ہمارے رب ہمارے بولنے اور خطاؤں پر مواخذہ نہ فرما۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ○

اور تم پر کوئی حرج نہیں ان کاموں کے بارے میں جو تم نے خطا سے کر لئے ہیں لیکن ان پر ضرور مواخذہ ہو گا جن پر تمہارے دلوں کا ارادہ تھا۔

اور نبی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے:

اللہ تعالیٰ نے خطاء، نسیان، اور جس کام پر اسے مجبور کیا گیا، کے معاملے میں میری امت سے درگزر فرمایا ہے۔ (۲۳)

---

(۲۲)......سورۃ البقرہ، آیت: ۲۸۶

(۲۳)......المستدرک، جلد: ۱، صفحہ: ۱۹۸......شرح معانی الآثار، جلد: ۳، صفحہ: ۹۵......سنن دار قطنی، جلد: ۴، صفحہ: ۱۷۰

خطاء نمبر ۱۴:

اس شخص کا کھانے یا پینے سے نہ رکنا جسے رمضان شریف شروع ہو جانے کا علم نہیں ہو سکا، خطاء ہے۔

مسافر ہونے یا سوئے ہونے یا کسی اور سبب سے معلوم نہ ہو سکا کہ رمضان شریف شروع ہو چکا ہے، حتیٰ کہ دن کا کچھ حصہ گزر جائے۔ اس آدمی پر واجب ہے کہ اب باقی کا دن کھانے پینے سے رک جائے، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشورہ کے دن اعلان کرنے کے لئے بھیجا: بے شک جس نے کھا لیا ہے اسے چاہئے کہ وہ روزہ پورا کرے اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔(۲۴)

ایسے شخص کو چاہئے اس دن کھانے پینے سے رک جائے لیکن بعد میں اس دن کی قضاء کر لے۔ واللہ اعلم بالصواب

خطاء نمبر ۱۵:

جب کوئی شخص رمضان شریف کے پہلے دن کا روزہ نہ رکھ سکا، مثلاً قیدی کا محبوس ہونے کی وجہ سے اس نے چاند نہیں دیکھا، تو وہ اپنی قوم کے روزے کے ساتھ روزہ رکھے اور جب وہ لوگ چھوڑ دیں تو یہ بھی چھوڑ دے۔

---

(۲۴)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۲۴، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۳۵

نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

جس دن تم روزہ رکھو، وہ روزہ ہے، جس دن تم چھوڑ دو وہ دن چھوڑ نے والا ہے اور جس دن تم قربانی کرو وہ یوم الاضحیٰ ہے۔ (۲۵)

علامہ خطابی کہتے ہیں:

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوشش کے باوجود لوگوں سے خطاء ہو سکتی ہے، اگر ایک قوم نے کوشش کی لیکن انہوں نے چاند کو تیس دن پورے ہونے کے بعد ہی دیکھا پھر انہوں نے روزے نہ چھوڑے حتی کہ تیس کی تعداد پوری ہو گئی اور بعد میں ان پر ظاہر ہوا کہ (شعبان) انتیس دنوں کا تھا تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ (۲۶)

لیکن اگر انہوں نے تیس کی بجائے اٹھائیس رکھے ہیں تو انتیسویں کی قضاء لازم ہے، کیونکہ کوئی بھی مہینہ اٹھائیس دنوں کا نہیں ہوتا۔ (۲۷)

خطاء نمبر ۱۶:

ماہِ رمضان کے شروع ہوتے ہی بعض روزہ دار مختلف قسم کی عبادات کی کثرت کرتے اور یہ ایک اچھا اور قابل تعریف عمل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا پیارا طریقہ ...، آپ ﷺ بھی ماہِ رمضان کے آتے ہی ایسی عبادات میں مشغول ہو

---

(۲۵)...... صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۵۶۱

(۲۶)...... معالم السنن، جلد: ۲، صفحہ: ۹۵-۹۶

(۲۷)...... مصنف عبدالرزاق، جلد: ۴، صفحہ: ۱۵۶...... سنن کبریٰ للبیہقی، جلد: ۴، صفحہ: ۲۵۱

جاتے جو دیگر مہینوں میں نہ کیا کرتے تھے۔ (۲۸)

لیکن اس میں خطاء یہ ہے کہ ماہِ رمضان کی ابتداء میں اتنی تیزی اور قوت دکھائی جاتی ہے کہ آخر رمضان تک جاتے جاتے ان کی عبادت میں کمی اور دینی قوت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے، لہذا عبادت اس طریقے سے کرنی چاہئے کہ پورا مہینہ ہی اس عبادت واطاعت میں گزرے نہ کہ ابتداء کے چند دن، حدیث پاک میں ہے:

بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

خطاء نمبر ۱۷:

بعض لوگوں کا ان باتوں سے لاعلم ہونا کہ کونسی چیزیں روزے کو توڑتی اور فاسد کرتی ہیں، خطاء ہے۔ خاص طور پر رمضان شریف کے ابتدائی دنوں میں اکثر غلطی واقع ہو جاتی ہے اور لوگ ایسے اعمال کر بیٹھتے جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ روزہ توڑنے والی چیزوں کو جانے اور انہیں ذہن نشین کرے تاکہ روزہ کو فاسد ہونے سے بچانے میں مدد مل سکے۔ ذیل میں چنداں چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے جو روزے کو فاسد کردیتی ہیں۔

کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ یاد ہو کہ میں

---

(۲۸)......زاد المعاد، جلد:۲، صفحہ:۳۲

نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حقہ، سگار، سگریٹ، وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تمباکو یا پان کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ تھوک باہر پھینک دی ہو۔ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گل جاتی ہیں وہ منہ میں رکھیں اور تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کوئی چیز جو منہ میں ہی تھی اگر چنے کی مقدار سے زیادہ تھی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر کم تھی اور منہ سے نکال پھر دوبارہ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا ۔خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا اگر تھوک کے برابر تھا یا زیادہ تھا یا کم تھا اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (لیکن اگر خون کم تھا اور تھوک زیادہ اور اس کا مزہ بھی محسوس نہیں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا)۔ روزے کی حالت میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر افطار کیا اور آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا (اور اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے) پیٹ یا دماغ میں کوئی زخم تھا اور دوائی ڈالی اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کھجور وغیرہ کی گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا بھی دانہ اگر پکا ہوا ہو کھا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ کلی کر رہا تھا کہ بغیر ارادے کے پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور وہ دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ سوتے ہوئے پانی پی لیا یا منہ کھولا تھا کہ پانی یا ''اولا'' منہ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ منہ میں کوئی رنگین ڈوری یا دھاگہ وغیرہ رکھا تھا اور اس نے رنگ چھوڑ دیا اور روزہ دار نے تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اگر

آنکھ سے آنسو نکل کر منہ میں چلا گیا اگر قطرہ دو قطرے تھے تو نہیں اگر زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی منہ میں محسوس ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا (پسینے کا بھی یہی حکم ہے۔) استنجاء کرتے ہوئے پانی پیٹ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی تحقیق:

زمانہ بدلنے سے مسائل بھی بدل جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں علماء نے صرف مفروضات کے ذریعے احکام نکالے تھے کہ اگر بالفرض ایسا ہو جائے تو ویسے کرلو۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آیا انجکشن (ٹیکا) لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے علامہ غلام رسول سعیدی دام ظلہ رقم طراز ہیں۔......

تحقیق یہ ہے کہ (انجکشن لگوانے سے) روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ قدیم فقہاء کے دور میں انسانی جسم اور اس کے اعضا کی پوری تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ اور ان کے نظریات محض مفروضات پر مبنی تھے۔ انہوں نے انسان کے جسم کا مکمل مشاہدہ اور تجزیہ نہیں کیا تھا مگر اب تحقیق سے کئی ایسی باتیں سامنے آئی ہیں جن سے ان کے نظریات غلط ثابت ہوئے ہیں۔ مثلاً فقہاء کا مفروضہ تھا کہ دماغ اور معدہ میں ایک منفذ (راستہ) ہے جس سے کوئی چیز دماغ کے راستے معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔ حالآنکہ ان کے درمیان ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کا مفروضہ تھا کہ کان اور معدہ میں کوئی منفذ (راستہ) ہے جس سے ایک چیز کان کے

راستے معدہ میں پہنچ جاتی ہے ۔حالآنکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہیں مفروضات کی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ جوف معدہ یا جوف دماغ میں کوئی چیز چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، لیکن یہ فقہاء غلطی پر تھے کیونکہ اس زمانے میں پوسٹ مارٹم کے ذریعے جسم کے تمام رگ وریشہ کا مکمل مشاہدہ ومطالعہ نہیں کیا گیا تھا۔ نیز ان کے زمانے میں جسم کو غذا یا دوا کے ذریعے منفعت پہنچانے کا ذریعہ صرف معدہ کا نظام ہضم تھا، اس لئے انہوں نے کہا دوا یا غذا معدے میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب ہم منہ کے ذریعے دوا کھاتے ہیں تو معدہ کے ہضم کرنے کے بعد وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں نہ مل جائے اس کا اثر مرتب نہیں ہوتا، پہلے تو اس سے استفادہ کا صرف یہی ایک طریقہ تھا لیکن اب میڈیکل سائنس نے ترقی اور انجکشن کے ذریعے دوا کو براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے، بعض اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور منہ سے دوا کھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعض دفعہ اس قدر الٹیاں آتی ہیں کہ جو دوا کھاؤ وہ فوراً الٹی کے ذریعے نکل جاتی ہیں پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجکشن کے ذریعے براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ لہذا منہ کے ذریعے دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجکشن کے ذریعے دوا خون میں پہنچانے سے بطریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے۔

فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعے دوا کھانے سے معدہ کے عملِ ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے اور انجکشن کے ذریعے اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لئے جس طرح منہ کے ذریعے دوا کھانے سے روزہ ٹوٹتا اسی طرح دوا کا انجکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۲۹)

مفتی محمد عبدالقیوم خان ہزاوی صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے چاہے وہ رگ میں لگوایا جائے یا گوشت میں۔(۳۰)

البتہ مفتی اصغر علی رضوی جلالی صاحب بھکھی شریف، نے علامہ سعیدی صاحب کی اسی عبارت کو لکھنے کے بعد فرمایا کہ ''میں اسی بات پہ فتوی دیتا ہوں جو حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب نے فرمائی کہ اگر نبض میں ٹیکہ لگوایا تو ٹوٹ جائے گا اور اگر گوشت میں لگوایا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا''۔(۳۱)

مسئلہ: دوا یا گلوکوز کا انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے تو اس کی صرف قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے۔

خطاء نمبر ۱۸:

جان بوجھ کر بلا عذر روزہ توڑ دینے کے عذاب سے لاعلم ہونا، خطاء ہے۔

---

(۲۹)......تبیان القرآن، جلد:۱، صفحہ:۷۰۷......شرح صحیح مسلم، جلد:۳، صفحہ:۱۰۷ و ضمیمہ

(۳۰)......منہاج الفتاویٰ، جلد:۲، صفحہ:۵۰۳

(۳۱)......آپ کے مسائل کا شرعی حل، صفحہ:۴۲

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس عمل سے ڈرائیں، خاص طور پر وہ لوگ جو دن بھر کام کرتے ہیں اور دن کے آخر میں پیاس یا بھوک کی شدت سے تنگ آکر روزہ توڑ دیتے ہیں۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پکڑ کر ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے آئے، کہنے لگے: اس پر چڑھو، میں نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے اسے آسان کر دیتے ہیں، پھر میں پہاڑ پر چڑھنے لگا، حتی کہ میں پہاڑ کی اندھیری گھاٹی پر پہنچا تو میں نے سخت اور شدید قسم کی آوازیں سنیں، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے، پھر مجھے آگے لیجایا گیا تو میں نے دیکھا، ایک قوم اپنی کونچوں کے بل لٹکی ہوئی ہے اور اس کے جبڑوں کو چیر دیا گیا ہے جن سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ حلال ہونے (یعنی افطار کا وقت ہونے) سے قبل روزہ توڑ دیتے تھے۔ (۳۲)

خطاء نمبر ۱۹:

ماہِ رمضان کا استقبال رقص، گانا اور آلات موسیقی کے ساتھ کرنا، خطاء ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

---

(۳۲)...... صحیح ابن حبان، معہ الموارد، حدیث نمبر: ۱۸۰۰...... المستدرک، جلد: ۱، صفحہ: ۴۳۰

جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی غرض سے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (۳۳)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (۳۴)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان گناہوں کو مٹاتا ہے لیکن اس صورت میں کہ جب کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے، لہذا گانے گاکر، رقص کرکے یا میوزک بجاکر اس کا استقبال کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنے کے بعد ہی ماہِ صیام کی برکتوں سے مستفیض ہوا جاسکتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۳۳)......سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۷۰۴، جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۶۶۱

(۳۴)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۳

باب دوم ...... ☆

سحری کے متعلق پائی جانے والی خطائیں

خطاء نمبر ۲۰:

بعض روزے داروں کا سحری نہ کرنا اور رات کے کھائے ہوئے کھانے پر اکتفا کرنا خطا اور سنت نبی کریم ﷺ کے مخالف ہے۔ اسی طرح آدھی رات گزر جانے کے بعد کھانا کھا لینا اور پھر اسی کو سحری کا نام دے کر روزہ رکھنا بھی خطاء اور خلاف سنت ہے۔

مستحب یہ ہے کہ طلوع فجر سے کچھ دیر قبل سحری کی جائے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

تین چیزیں اخلاق نبوت میں سے ہیں!

(۱) افطار میں جلدی کرنا۔ (۲) سحری میں تاخیر کرنا۔

(۳) اور نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا۔(۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہم انبیاء کرام کے گروہ کو حکم دیا گیا کہ افطار میں جلدی کریں اور اپنے

(۱)...... المعجم الکبیر، جلد: ۲۲، صفحہ: ۲۶۳

بائیں ہاتھوں کو دائیں ہاتھوں پر رکھیں۔(۲)

حضور علیہ السلام کا سحری کو روزہ دار کے لئے برکت قرار دینا بھی سحری کھانے کی تاکید میں اضافہ کر دیتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سحری کرو، بے شک سحری میں برکت ہے۔(۳)

سحری میں برکت کا ہونا بالکل ظاہر ہے کہ اس سے روزہ رکھنے کے لئے قوت حاصل ہوتی ہے۔روزے دار کے لئے نشاط کا باعث ہے اور سحری سے روزہ رکھنے میں رغبت میں اضافہ ہوتا ہے۔(۴)

اور اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتے تھے۔(۵)

اسی طرح سحری کرنے میں اہل کتاب کی مخالفت بھی ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۲)......المعجم الکبیر، حدیث نمبر:۱۰۸۵۱، مجمع الزوائد، جلد:۲، صفحہ:۱۰۵، صحیح ابن حبان، جلد:۳، صفحہ:۱۳۰

(۳)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۲۳، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۰۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۳، صفحہ:۸

(۴)......صحیح مسلم معہ شرح النووی، جلد:۷، صفحہ:۲۰۶

(۵)......سنن کبریٰ للبیہقی، جلد:۴، صفحہ:۲۳۸

ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کرنا ہے۔(٦)

امام نووی فرماتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق اور امتیاز پیدا کرنے والی چیز سحری ہے، کیونکہ اہل کتاب سحری نہیں کرتے اور ہمارے لئے سحری کرنا مستحب قرار دیا گیا ہے اور اگر کسی نے سحری نہیں کی سویا رہا اور طلوع فجر سے قبل نہ اٹھ سکا تو اس کا روزہ صحیح ہے کیونکہ سحری روزے کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے (بلکہ محض مستحب عمل ہے) اور اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔(٧)

خطاء نمبر ۲۱:

بعض لوگوں کا اس بات سے بے خبر رہنا کے سحری کا وقت کب ختم ہوتا ہے۔

ہر روزے دار کے لئے وقت امساک (سحری کا وقت ختم ہونے) کی معرفت مستحب ہے، خاص طور پر دیہاتوں میں رہنے والوں کے لئے لازم ہے کہ امساک کے وقت کی معرفت رکھیں۔ سحری کا وقت فجر ثانی طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے۔

---

(٦)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۹٦، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۵۳، سنن نسائی، حدیث نمبر: ۲۰۴٦، جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۵۷۰، صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۹۴۰

(٧)......شرح نووی لمسلم، جلد: ٧، صفحہ: ۲۰٧

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ (۸)

کھاتے پیتے رہو حتیٰ کے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے یعنی فجر طلوع ہو جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

حضرت بلال اذان پڑھے تو کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ تہجد کے لئے خبردار کرنے کے لئے اذان پڑھتے ہیں۔اور جب ام مکتوم اذان پڑھیں تو کھانے پینے سے رک جاؤ اور ام مکتوم نابینا شخص تھے۔تب تک اذان نہ پڑھتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہو گئی، صبح ہو گئی۔(۹)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ روزے دار کے لئے طلوع صبح صادق تک کھانا پینا جائز ہے اور جب فجر صادق طلوع ہو جائے تو رک جائے یہی جمہور صحابہ کرام اور تابعین کا قول ہے۔(۱۰)

---

(۸)......سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۷

(۹)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۲، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۹۲

(۱۰)......عمدۃ القاری بشرح صحیح بخاری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۹۷

خطاء نمبر۲۲:

بعض لوگوں کا ''استعقاد'' کرنا:

یعنی ہمیشہ سحری کے آخر میں پانی کا گھونٹ پینا اور اس کا اعتقاد رکھنا خطاء ہے، ایسا کرنا نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ سحری کرنا سنت ہے چاہے پانی کے ایک گھونٹ سے ہی کی جائے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

سحری ساری کی ساری برکت ہے اسے مت چھوڑو اگر چہ تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی نوش کر لے، کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

اور ارشادِ محبوب ﷺ ہے۔

سحری کرو چاہے پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ کرو۔

خطاء نمبر۲۳:

ایک بہت بڑی غلطی جو تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے اور اسے قابل اعتناء نہیں سمجھا جاتا وہ یہ کہ روزہ بند کرنے کیلئے اذان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ بات غلط نہیں کہ اذان فجر کے وقت ہی دی جاتی ہے لیکن یہ بھی غلط نہیں کہ سحری کے وقت کا اختتام اذان کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اختتام سحری کا تعلق صبح صادق کے ساتھ ہے اور اذان میں تقدیم وتاخیر بھی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے روزہ رکھنے

والا غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنے روزے کو داؤ پر لگا سکتا ہے روزے دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ طلوع فجر سے، کچھ دیر قبل کھانے پینے سے ہاتھ روک لے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ وقت کا صحیح تعین نہ کر سکے اور کھاتا پیتا رہے جس سے اس کا روزہ ہی نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے اور جو چیز تجھے شک میں مبتلا کرتی ہے اسے چھوڑ کر ایسی چیز کو اپناؤ جو شک میں نہیں ڈالتی۔(۱۱)

خطاء نمبر۲۴:

سحری کھاتے وقت حد سے تجاوز کرنا اور خوب پیٹ بھر کر کھانا بھی خطاء ہے۔ حدیث پاک میں ہے ''سب سے برا برتن جیسے آدمی بھرتا ہے، اس کا پیٹ ہے۔''

بلکہ آدمی کو چاہئے کہ بقدر ضرورت کھائے کیونکہ اگر وہ پیٹ بھر کر کھا بھی لے تو صرف ظہر کے قریب وقت تک نفع بخش ہے اس کے بعد کوئی فائدہ نہیں ملتا ،اور زیادہ کھانے سے سستی اور کسالت پیدا ہوتی ہے اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمَرُ

مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

اس حدیث پاک میں کھجور کی غذائی قدر و قیمت کے ساتھ ساتھ اس

---

(۱۱)......مسند احمد، حدیث نمبر:۱۷۲۳

بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ سحری کے لئے نہایت خفیف اور ہلکی غذا ہے، جو سہولت کے ساتھ ہضم ہو جاتی ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے سے دن بھر سستی چھائی رہتی ہے جس سے روزہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ (۱۲)

خطاء نمبر ۲۵:

بعض مقامات پر مؤذن حضرات احتیاط کی بنا پر اذان جلدی پڑھ دیتے ہیں۔ اس میں دو خطائیں ہیں۔

(۱)......ایسا کرنے سے گویا انہوں نے فجر کا وقت شروع ہونے سے قبل ہی فجر کو جائز کر دیا، کیونکہ عام طور پر لوگ اذان سن کر نماز ادا کرتے ہیں خاص طور پر خواتین، اور اس طرح جلدی اذان پڑھنے سے وقت سے قبل کئی لوگ نماز پڑھ لیں گے جو سراسر غلط اور ناجائز ہے۔

(۲)......اس سے لوگوں کو فجر کا وقت شروع ہونے کا گمان ہوگا تو بعض سحری کھانے والے سحری چھوڑ دیں گے۔ ایسے مؤذنوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

حدیث پاک میں ہے

امام ضامن اور مؤذن امانت دار ہوتے ہیں اے اللہ اماموں کو ہدایت عطا فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔ (۱۳)

---

(۱۲)......احادیث الصیام للشیخ عبداللہ الفوزان، صفحہ: ۷۷

(۱۳)......صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۷۰

خطاء نمبر ۲۶:

بعض روزہ داروں کا سحری کھانے کے بعد نیند کے غلبے کی وجہ سے فجر کی نماز ترک کر دینا بہت بڑی غلطی ہے۔اس عمل سے روزے دار کو بہت سخت گناہ ہوتا ہے۔ارشاد باری ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o

ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔

اور احادیث میں سحری دیر سے کرنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس طرح نماز فجر کا وقت قریب آ جاتا ہے اور بندہ آسانی سے نماز ادا کر سکتا ہے، بخلاف اس کے کہ سحری جلدی کرلے گا تو نیند کے غلبے کی بنیاد پر سو جائے گا جس سے فجر کی نماز ترک ہو جائے گی جو کہ بہت بڑا گناہ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

باب سوم......☆

ماہ رمضان میں دن کے وقت کی خطائیں

خطاء نمبر ۲۷:

صبح کے اذکار سے غفلت برتنا بھی بڑی خطاء ہے مسلمان پر لازم ہے کہ نماز فجر کے بعد دن کے اول حصے میں اپنا ورد پڑھے تاکہ شیطانی جنوں اور انسانوں سے اس کے لئے روک بن جائے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ (۱)

رات اور دن میں اپنے رب کی تسبیح پڑھئے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ (۲)

سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے قبل اپنے رب کی تسبیح پڑھئے۔

صبح کے چند ذکر و اذکار درج ذیل ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس نے صبح کی نماز کے بعد انہیں قدموں پر بیٹھ کر کسی کے بات کرنے

(۱)......سورۃ الغافر، آیت: ۵۵

(۲)......سورۃ ق، آیت: ۳۹

سے پہلے دس بار یہ کلمات پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹا دیئے جائیں اور دس درجات بلند کردیئے جائیں گے، اس دن کو ہر مکروہ چیز سے محفوظ رہے گا، شیطان کے وسوسوں سے بچا رہے گا اور اس دن شرک کے علاوہ کسی بھی گناہ کو نہیں کرسکے گا۔ (۳)

سیدالاستغفار:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْهُ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ○

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے، جس نے رات کے وقت یہ استغفار پڑھا اور پھر اس کی موت ہوگئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے صبح کو پڑھا اور پھر دن کے وقت اس کی موت ہوگئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (۴)

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۳)……صحیح کتاب الاذکار للنووی، حدیث نمبر: ۱۹۵

(۴)……صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۹۴۷

فرمایا:

کہو، میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ کیا کہوں؟ فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، معوذتین (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح وشام تین تین بار پڑھو، یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گے۔(۵)

نبی کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب صبح ہوتی تو کہتے:

''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُo''

اور جب شام ہوتی تو فرماتے:

''اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُo''(۶)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

کوئی بندہ صبح کو اور شام کو تین تین بار یہ کلمات پڑھے تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

''بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُo''

---

(۵)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۲۴۱......جامع ترمذی، حدیث نمبر:۲۸۲۹

(۶)......صحیح الادب المفرد، حدیث نمبر:۹۱۱......صحیح الاذکار النوویہ، حدیث نمبر:۲۰۲

نبی کریم ﷺ جب صبح کی نماز ادا فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَ رِزْقًا طَیِّبًا۝

ان کے علاوہ بھی اوراد واذکار موجود ہیں جن کے پڑھنے سے کثیر دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان کیلئے کتب اذکار کی طرف رجوع کیا جائے۔

خطا نمبر ۲۸:

نماز فجر کے بعد مسجد میں اتنی مقدار نہ بیٹھنا کہ سورج ایک نیزے کی مقدار بلند ہو جائے، خطاء ہے۔ مسجد میں اس وقت تک بیٹھنا اجر عظیم کا باعث ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے فجر کی نماز با جماعت ادا کی پھر وہی بیٹھا رہا اور ذکر اللہ میں مشغول رہا حتی کے سورج طلوع ہو گیا پھر اس شخص نے دو رکعتیں ادا کیں تو اسے کامل حج اور عمرے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔(۷)

خطاء نمبر ۲۹:

بعض لوگوں کا ماہ رمضان کو فرصت کے لمحات سمجھنا اور سو کر گزار دینا بھی کھلی غلطی اور خطاءِ فاحش ہے۔ حقیقت حال اس سے یکسر مختلف ہے رمضان المبارک کے ایام سونے یا آرام کرنے کے لئے نہیں بلکہ مزید جدو جہد اور کوشش کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام کی عظیم غزوات کا تعلق بھی رمضان کے دنوں کے

(۷)......صحیح کتاب الاذکار، حدیث نمبر:۱۹۴ بحوالہ ترمذی

ساتھ ہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر الکبری ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں ہوئی اور اللہ تعالی نے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح عطا فرمائی۔ اسی طرح غزوہ خندق کے لئے ماہ رمضان میں تیاری کی گئی جو کہ شوال میں وقوع پذیر ہوئی اور ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کا تعلق بھی اسی عظیم مہینے کے ساتھ ہے۔ اور کوئی شک نہیں ایسا صرف نیندوں کو ترک کرنے اور محنت و مشقت کے بل بوتے پر ہی ممکن ہوا۔

اللہ تعالی نے سونے کے لئے رات کو پیدا فرمایا، اور دن کی نسبت رات کو سونے سے اعضاء انسان زیادہ سکون محسوس کرتے ہیں کیونکہ دن کے وقت روشنی اور شور و شغب کی وجہ سے اطمینان بخش نیند میسر نہیں آتی۔

خطاء نمبر ۳۰:

بعض روزے داروں کا غلبہ نیند کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازوں کو لیٹ کر دینا بہت بڑی غلطی ہے، ارشاد باری تعالی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○

بڑی ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں:

یہ ان لوگوں کا حال ہے جو اپنی نمازوں کو وقت سے ہٹ کر ادا کرتے ہیں تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتا، علامہ شنقیطیؒ

فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالی نے اسے نماز کے لئے ہلاکت کی وعید سنائی ہے جو نماز میں سستی کرتا ہے تو اس شخص کو کیا حال ہوگا جو بالکل ہی نماز نہیں پڑھتا تو اس کے لئے ہلاکت بالائے ہلاکت ہے اور تا قیام قیامت اس پر اللہ کی لعنت ہے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔(۸)

ایسے شخص کو خوف کرنا چاہیے کہ نماز کو ترک کرنے سے اس کا روزہ بھی نا قابل قبول ہوسکتا ہے اور اگر وہ نماز کو وقت سے مؤخر کرے اور یہ سمجھے کے وقت پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہے تو یہ کفر ہے اور اس سے ماہ صیام کا کوئی روزہ بھی قبول نہیں ہوگا اگر چہ وہ پورا مہینہ روزے رکھے۔ارشاد نبوی ہے:

مسلمان آدمی اور مشرک کے مابین نماز کو چھوڑنے کا فرق ہے۔(۹)

حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے ہیں:

جس نے بغیر عذر کے نماز کو مؤخر کیا حتی کہ اس کا وقت نکل گیا اس نے کفر کیا۔(۱۰)

---

(۸)......اضواء البیان، جلد:۱۰،صفحہ:۳۴۷

(۹)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۸۲......تعظیم قدر الصلوۃ للمروزی، حدیث نمبر:۸۸۶...... التمہید لابن عبدالبر، جلد:۴،صفحہ:۲۲۹

(۱۰)......تعظیم قدر الصلاۃ، جلد:۲،صفحہ:۹۲۶،حدیث نمبر:۹۷۹

خطاء نمبر ۳۱:

بعض روزہ دار تساہل اور سستی کے ساتھ روزہ کو ضائع کرتے ہیں، اور یہ مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔

☆......سڑکوں پر بے مقصد اجتماع۔

☆......انٹرنیٹ پر فضول ویب سائٹ کا استعمال

☆......غیر اخلاقی رسائل وغیرہ کا مطالعہ۔

یہ بہت فاحش خطاء ہے۔ ایک مسلمان شخص سے وقت کے متعلق بھی سوال ہوگا۔ اس لئے کم از کم مسلمان کو تو اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بندہ بارگاہ الٰہی سے قدم نہیں اٹھائے گا جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے۔

(۱)......زندگی کے بارے میں کہ کہاں فنا کی۔

(۲)......جوانی کے بارے میں کہ کہاں گزاری

(۳)......مال کے بارے میں کہ کہاں سے آیا۔

(۴)......اور کہاں خرچ کیا۔

(۵)......اور جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا۔ (۱۱)

---

(۱۱)......تعظیم قدر الصلاۃ، جلد: ۲، صفحہ: ۸۳۹......صحیح الجامع، جلد: ۶، صفحہ: ۱۴۸...... =

باب چہارم......☆

الفاظ بولنے میں خطائیں

خطا نمبر ۳۲:

بعض لوگ ماہ رمضان کے شروع ہونے پر کہتے ہیں ''اَدَامَ اللّٰہُ شَھْرَكَ'' اللہ تیرے لئے مہینے کو ہمیشہ رکھے ایسا کہنا خطاء ہے کیونکہ مہینوں یا دنوں کا دوام محال ہے۔ اور اللہ کے اس فرمان کے منافی ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ؁ (۱)

ہر چیز فنا ہو جائے گی اور باقی تیرے رب کا چہرہ رہے گا جو جلال و بزرگی والا ہے۔

خطاء نمبر ۳۳:

بعض روزہ دار، روزے کے باوجود گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، اور چغلی وغیرہ جیسے قبیح افعال اور شنیع الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک صرف کھانے پینے سے رک جانا روزہ ہے اور یہ ان کی بڑی خطاء ہے۔ کیونکہ روزہ اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے۔

= سلسلۃ الصحیحۃ، جلد:۲، صفحہ:۶۲۶

(۱)......سورۃ الرحمٰن ۲۶۔۲۷

اصل میں انسان کے تمام اعضاء و جوارح کا روزہ ہونا چاہئے، زبان، جھوٹ، غیبت، اور جھوٹی گواہی وغیرہ سے رک جائے۔

پیٹ کا کھانے اور پینے سے رک جانا، شرم گاہ کا جماع سے رک جانا، آنکھ کا غیر محرم کو دیکھنے سے رک جانا، کان کا حرام باتوں کو سننے سے رک جانا، مثلاً گانے اور میوزک وغیرہ

حضرت ابن حمید بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دعا سکھایئے جو میرے لئے نفع بخش ہو، آپ نے فرمایا:

یوں دعاء کرو اے اللہ مجھے میرے کانوں، آنکھوں، زبان اور دل کے شر سے اور زنا اور فحش و فجور سے عافیت عطاء فرما۔(۲)

اللہ تعالیٰ کو ایسے روزے کی کوئی حاجت نہیں جو اس طرح کے قبیح افعال سے ملتبس ہو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنے سے نہ رکے تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص کھانے یا پینے سے رک جائے۔(۳)

اسی طرح نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

روزہ یہ نہیں کہ تم کھانے یا پینے سے رک جاؤ بلکہ روزہ تو لغو باتوں اور

(۲)......صحیح الادب المفرد، حدیث نمبر: ۵۱۵

(۳)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۰۴

جماع سے رک جانے کا نام ہے۔(۴)

روزہ دار کو چاہئے ان تمام افعال شنیعہ سے مکمل پرہیز کرے، حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کچھ روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں صرف بھوک ملتی ہے اور کچھ قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں تھکاوٹ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔(۵)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

کتنے ہی روزے دار ہیں کے انہیں پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔(۶)

خطاء نمبر۳۴:

بعض روزے داروں کو جب کوئی گالی وغیرہ دے یا جاہلانہ طریقہ اپنائے تو وہ بھی آگے سے کوئی بری بات یا گالی وغیرہ دیتے ہیں اور اسی طرح جب ان سے کوئی کہے آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے پانی کیوں نہیں پیتے تو وہ جواباً کچھ جھوٹ بول دیتے ہیں اور اپنا روزہ چھپا کے رکھتے ہیں ایسا کرنا بڑی صریح خطاء ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۴)……صحیح ابن خزیمہ، جلد:۳، صفحہ:۲۴۲……المستدرک، جلد:۱، صفحہ:۴۳۰

(۵)……سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۶۷۱

(۶)……سنن دارمی، حدیث نمبر:۲۷۲۳

روزہ ڈھال ہے بس روزہ دار نہ جماع کریں اور نہ کوئی جاہلانہ کام کریں اور اگر کوئی شخص اسے کچھ کہے یا گالی دے تو یہ آگے سے کہہ دے کہ ''میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں'' (۷)

اسی طرح ابوہریرہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

روزہ محض کھانے پینے کے کاموں سے رک جانے کا نام نہیں، روزہ تو لغو کاموں اور جماع سے رکنے کا نام ہے۔ جب کوئی شخص تجھے گالی دے یا تیرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرے تو یہ کہہ ''میں روزے دار ہوں، میں روزے دار ہوں''

اسی طرح جب کوئی شخص گالی دے تو بندے پر لازم ہے کہ وہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے۔ حضرت معاذ بن جلیل بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کو گالی دی گئی حتی کہ ان میں سے ایک شخص پر غصے کے اثرات دیکھے گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو غصہ چلا جائے گا۔ وہ کلمہ ہے ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' (۸)

اور یہ بھی لازم ہے کے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور گالی دینے والے کو کوئی جواب نہ دے، حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۷)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۹۵......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۵۱

(۸)......صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۴۶

تو گالی نہ دے جبکہ تو روزے سے ہے اور اگر کوئی تجھے گالی دے تو تُو کہہ دے میں روزے دار ہوں اور اگر تو کھڑا ہے تو بیٹھ جا۔(۹)

ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے روزے دار کو جب گالی دی جائے تو وہ تین طریقوں کی پیروی کرے۔

(۱)......دو مرتبہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔

(۲)...... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے۔

(۳)......اگر کھڑا ہے تو غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے بیٹھ جائے۔

خطاء نمبر ۳۵:

مجلسوں اور محفلوں میں زبانوں کا بے جا استعمال:

اور زیادہ تر اس ماحول میں زبانیں غیبت اور چغلی سے آلودہ ہوتی ہیں۔

غیبت کی تعریف:

غیبت کی تعریف میں علامہ جرجانی نے حدیثِ رسول ﷺ کا ایک حصہ نقل فرمایا ہے:

کسی مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے ایسی بات کرنا جو اس کے سامنے کی جاتی تو اسے بری لگتی۔(۱۰)

---

(۹)......صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر:۱۹۹۴......الموارد الظمآن، حدیث نمبر:۸۹۷

(۱۰)......التعریفات، صفحہ:۱۱۶

''غیبت یہ ہے کہ کسی شخص کی ان باتوں کو ذکر کرنا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہو چاہے وہ (عیب) اس آدمی کے بدن میں ہوں، دین میں ہوں، دنیا میں ہوں یا نفس میں، اخلاق میں ہوں یا خِلقت میں، مال میں ہوں یا اولاد میں، زوجہ میں ہوں یا خادم میں، لباس میں ہوں یا حرکات میں، خوش گفتاری میں ہوں یا سخت کلامی میں، یا ان کے علاوہ کسی بھی ایسی چیز میں (عیب) ہوں جو اس آدمی سے تعلق رکھتی ہے۔ چاہے تم اسے لفظوں میں بیان کرو یا اشارے کنائے میں (ہر صورت میں غیبت ہوگی) (۱۱)

غیبت، زبان کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر وہ طریقہ جس سے غیر موجود آدمی کی ناپسندیدہ بات کو سمجھا جا سکے، غیبت ہے۔ چاہے تعریض کے ذریعے ہو، فعل سے ہو، اشارے سے ہو، آنکھوں کے اشارے سے ہو یا لکھ کر بیان کیا جائے، اسی طرح ہر وہ طریقہ غیبت میں شمار ہوتا ہے جس سے مقصد (برائی بیان کرنا) حاصل ہو مثلاً کسی کے چلنے کے جیسا چل کر دکھانا کہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ فلاں کی بات ہو رہی ہے، یہ سب باتیں غیبت میں شمار ہوتی ہیں بلکہ یہ تو باقیوں سے بڑھ کر بڑی غیبت ہے کیونکہ اس کے ذریعے صحیح تصور قائم ہو جاتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ

(۱۱)......الفتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۴۶۹

لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ o (۱۲)

اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں اور نہ تجسس کرو اور نہ تم ایک دوسرے کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس کو ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے اپنے فرمانِ اقدس میں اس کی پہچان بیان فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں'' تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہارا اپنے بھائی کو ایسے لفظوں میں یاد کرنا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ بات ہمارے بھائی میں پائی جاتی ہو تو اسے بیان کرنے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا:

وہ بات اس میں پائی جائے جبھی تو اس کو بیان کرنا غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو پھر تو تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ (۱۳)

(۱۲)......سورۃ الحجرات، آیت: ۱۲

(۱۳)......صحیح مسلم، جلد: ۴، صفحہ: ۲۰۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۴۷

چغلی کی تعریف:

علامہ ابن حجر، امام غزالی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

چغلی اصل میں کسی بات کو اس آدمی تک پہنچانا ہے جس کے متعلق وہ بات کی گئی ہو۔ چغلی صرف اس کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کو ظاہر کرنا ناپسندیدہ ہو اسے ظاہر کر دینا۔ برابر ہے کہ جس آدمی سے یہ بات نقل کی جا رہی ہے وہ اس کا اظہار ناپسند کرتا ہو یا وہ آدمی جس کی طرف اس بات کو نقل کیا جا رہا ہے، یا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور۔ اور برابر ہے کہ نقل کی جانے والی بات کسی کا قول ہو یا فعل، عیب ہو یا عیب نہ ہو۔ (۱۴)

"هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ" (۱۵)

"بہت طعنے دینے والا، چلتا پھرتا ہے چغل خور۔ نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھا ہوا، سخت گناہگار"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ" (۱۶)

---

(۱۴)……فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد:۱۰، صفحہ:۴۷

(۱۵)……سورۃ القلم، آیت:۱۱۔۱۲

(۱۶)……صحیح بخاری، جلد:۷، صفحہ:۷۶……صحیح مسلم، جلد:۱، صفحہ:۱۰۱……سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۴۸۷۱……سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۰۲۶……سنن النسائی، جلد:۸، صفحہ:۳۱۸…… =

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ کیا چیز سخت حرام ہے؟ یہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان پھیل جاتی ہے۔ ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۱۷)

خطاء نمبر ۳۶:

جس کی غیبت کی جائے اس کا غصے سے بڑھک اٹھنا:

اکثر ایسے روزہ دار ہیں وہ جب سنتے ہیں کہ فلاں نے میری غیبت کی یا میرے متعلق کچھ باتیں کی ہیں تو وہ غصے سے لال پیلے ہو کر اس کے پاس چلے جاتے ہیں اور اسے نازیبا کلمات سناتے ہیں اور اس طرح ایک مزید خطاء کے مرتکب ہوئے ہیں۔

خطاء نمبر ۳۷:

بعض لوگوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ غیبت اور چغلی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

= مسند احمد، جلد:۵، صفحہ:۳۸۲……السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد:۸، صفحہ:۱۶۶……المعجم الصغیر للطبرانی، جلد:۱، صفحہ:۲۰۳……مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۹، صفحہ:۹۱

(۱۷)……صحیح مسلم، جلد:۴، صفحہ:۲۰۲۱

خطاء ہے۔ غیبت اور چغلی کھانا دونوں بڑے قبیح فعل اور گناہ عظیم ہیں لیکن ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس کے متعلق کوئی نص (آیت یا حدیث) وارد نہیں ہوئی جس سے دلیل پکڑی جا سکے۔ اور دو عورتوں والی حدیث جس میں حضور ﷺ نے انہیں قے کروائی تو دو پیالے خون اور گوشت کی بوٹیوں سے بھر گئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ (غیبت کے ذریعے) اپنے مسلمان بہن بھائیوں کا گوشت کھا رہی تھیں، یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر صحیح بھی مان لیں تو اس کا معنیٰ ہے ان کے لئے روزے کا درجہ نہیں ہے۔

خطاء نمبر ۳۸:

روزہ دار کا کسی پر لعنت کرنا بھی بہت بڑی خطاء ہے۔ مسلمان کے لئے کسی کو لعنت کرنا جائز نہیں نہ اس مہینے میں اور نہ کسی دوسرے مہینے میں مسلمان کو چاہئے کسی بھی مسلمان بھائی یا اپنی اولاد پر لعنت ملامت یا فحش گالیاں نہ دے ،حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ (۱۸)

حضرت حمید بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کسی پر اللہ کی پھٹکار (لعنت) نہ ڈالو اور نہ کسی کو اللہ کا مغضوب اور جہنمی کہو۔ (۱۹)

---

(۱۸)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۰۰...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۰

(۱۹)...... شرح السنۃ، حدیث نمبر: ۲۵۵۷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن طعنہ زنی کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے حیائی کی باتیں کرنے والا نہیں ہوتا۔ (۲۰)

☆☆☆☆☆☆☆

(۲۰)......حلیۃ الاولیاء جلد: ۴، صفحہ: ۲۳۵......تاریخ بغداد، جلد: ۵، صفحہ: ۳۳۹

باب پنجم ...... ☆

افطاری میں ہماری خطائیں

خطاء نمبر ۳۹:

کچھ لوگ افطار کے لئے بہت اہتمام کرتے ہیں۔ اور صنف صنف کے کھانوں سے دستر خوان کو سجاتے ہیں۔ ایسا کرنا غلط نہیں، لیکن اگر کھانا روزہ داروں کی ضرورت سے زائد ہو تو لامحالہ یہ خطاء ہے بلکہ کئی ایک خطاؤں کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆ ...... اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا نعمتوں میں اضافے کا باعث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔

اگر تم شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ عطاء فرماؤں گا۔

لیکن افطاری کے لئے ہونے والے بے جا اہتمام سے اللہ کی نعمتوں کی تحقیر اور ان سے استہزاء لازم آتا ہے اور بلاشبہ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔

☆ ...... اس عمل میں اسراف اور فضول خرچی کا عمل پایا جاتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ o (۱)

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ o (۲)

اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆......اس عمل میں مال کو ایسے مقام پر خرچ کرنا لازم آتا ہے۔ جہاں پر خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ خلاف شرع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا o (۳)

اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو حد سے تجاوز نہیں کرتے اور نہ بہت کمی کرتے ہیں بلکہ اس کے درمیان رہتے ہیں۔

☆......اس طرح قسم قسم کے کھانوں سے روزے دار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور اس کی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی احادیث ہمارے لئے چراغ راہ ہیں جن سے ہم زندگی کی راہیں روشن کرتے ہیں اور کوئی ایسی

(۱)......سورۃ الاسراء، آیت: ۲۷

(۲)......سورۃ الاعراف، آیت: ۳۱

(۳)......سورۃ الفرقان، آیت: ۶۷

بھلائی نہیں جس کی طرف ہمارے نبی ﷺ نے راہنمائی نہ فرمائی ہو، ارشاد نبوی ہے۔

سب سے برا برتن جسے آدمی بھرتا ہے اس کا پیٹ ہے۔ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں اور اگر آدمی پر اسکا نفس غالب آجائے (اور زیادہ کھانے کو جی چاہے) تو وہ پیٹ کے تین حصے کر لے ایک حصہ کھانے کے لئے ایک پینے کے لئے اور ایک سانس کے لئے۔ (۴)

☆ ...... افطار میں کھجور اور پانی کا استعمال صحت کے لئے مفید ہے۔

قسم قسم کی اشیاء کا افطاری کیلئے ہونا غلط نہیں لیکن کھجور یا پانی سے روزہ افطار کیا جائے تو بے شمار طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان دو اشیاء سے روزہ افطار کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

روزہ افطار کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کو کھجور بہت پسند تھی اور اگر کبھی کھجور میسر نہ ہوتی تو آپ ﷺ پانی سے روزہ افطار کر لیتے۔ حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص تم میں سے افطار کرنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ کھجور سے افطار کرے اس لئے کہ کھجور برکت کا سبب ہے اور اگر کسی کو کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی پاک کرنے والا ہے''۔ (۵)

---

(۴) ...... صحیح ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۷۰۴

(۵) ...... جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۶۳۱ ...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۰۸ ...... =

اسی طرح حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھنے سے قبل تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے اور اگر تازہ کھجور نہ ہوتی تو چند چلو پانی پی لیتے۔(۶)

افطار کے وقت ایسے پھل یا غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ کمزوری دور کرنے کے علاوہ بدن کی غذائی کمی کو پورا کرے، جس پھل یا غذا میں مختلف غذائی اجزاء اور حیاتین ہوں تاکہ غذائی کمی کو پورا کرنے کیلئے مختلف غذاؤں یا پھلوں کی بجائے ایک ہی پھل یا غذا استعمال کر سکیں۔

اور کھجور ان تمام خصوصیات کی حامل ہے، جدید غذائی تحقیق کی رو سے کھجور میں لحمی اجزاء (پروٹین) نشاستہ دار اجزاء، چکنائی، چونا، فاسفورس اور فولاد ہے، یہ حیاتین الف، ب، ج (Vitamin A,B,C) سے بھرپور ہے۔ کھجور بڑی مقوی غذا ہے، ایک چھٹانک کھجور میں ایک سو ساٹھ 160 حرارے قوت ہوتی ہے۔ طب یونانی کی رو سے کھجور گرم ہے، مقوی بدن ہے، بدن میں خون پیدا کرتی ہے، کمر اور گردہ کو طاقت فراہم کرتی ہے، کھجور بڑوں اور بچوں کیلئے یکساں مفید ہے۔ اس کا باقاعدہ استعمال قبض سے نجات دلاتا ہے۔

= سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۶۸۹...... مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۶۳۳...... سنن الدارمی، حدیث نمبر: ۱۶۳۹

(۶)...... جامع الترمذی، حدیث نمبر: ۶۳۲...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۰۹...... مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۲۲۱۵

روزے میں صبح سحری سے شام تک کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اور جسم کے کیلوریز حرارے مسلسل کم ہوتے رہتے ہیں اس کیلئے کھجور ایسی معتدل اور جامع چیز ہے کہ جس سے حرارت اعتدال میں آجاتی ہے اور جسم گوناگوں امراض سے بچ جاتا ہے، اگر جسم کی حرارت کنٹرول نہ کی جائے تو مندرجہ ذیل امراض پیدا ہونے کے خطرات ہوتے ہیں۔

(۱)لو بلڈ پریشر (۲)فالج (۳)لقوہ (۴)سر کا چکرانا وغیرہ

غذائیت کی کمی کی وجہ سے خون کی کمی کے مریضوں کے لئے افطار کے وقت فولاد کی اشد ضرورت ہوتی ہے، جو کہ کھجور میں قدرتی طور پر میسر ہے۔ بعض لوگوں کو خشکی ہوتی ہے ایسے لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو ان کی خشکی بڑھ جاتی ہے ان لوگوں کیلئے کھجور نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔

گرمیوں کے روزے میں چونکہ روزہ دار کو پیاس لگتی ہے اگر افطار کے وقت فوراً ٹھنڈا پانی پی لیا جائے تو معدے میں گیس، تبخیر اور جگر کے ورم کا سخت خطرہ ہوتا ہے اور اگر یہی روزہ دار کھجور کھا کر پانی پی لے تو بے شمار خطرات سے بچ سکتا ہے۔

خطاء نمبر ۴۰:

افطار کے بعد دعاء سے غفلت برتنا بھی خطاء ہے۔

کوئی شخص جب کچھ کھائے یا پیئے تو دعاء کرے اور اللہ کی حمد وثنا بیان

کرے تاکہ نعمتوں کا شکر ادا ہو۔ نبی کریم ﷺ کھانے یا پینے کے بعد مختلف الفاظ میں دعاء فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَ اَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْهُ۔ (۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبُّنَا ۔ (۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا رَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ (۹)

خطاء نمبر ۴۱:

افطار میں تاخیر کرنا:

افطار میں تاخیر کی دو صورتیں ہیں، یا تو روزہ دار سویا ہوگا تو افطاری میں تاخیر ہو جائے گی اور ایسا عام طور پر شہروں میں ہوتا ہے۔

یا احتیاط کے طور پر تاخیر کی جاتی ہے (تاکہ شک نہ رہے کہ سورج غروب ہو گیا ہے کہ نہیں) اور ایسا غالباً دیہاتوں میں ہوتا ہے۔

---

(۷)......صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۴۹

(۸)......المصدر السابق، حدیث نمبر: ۲۷۵۰

(۹)......نفس المصدر، حدیث نمبر: ۲۷۵۱

افطار میں تاخیر کرنا ایک بڑی خطاء ہے۔ سنت طریقہ افطار میں جلدی کرنا ہے۔ جب سورج کی ٹکیہ غروب ہو جائے تو فوراً افطاری کر لینی چاہئے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (۱۰)

انہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت ہمیشہ میری سنت پر قائم رہے گی جب تک افطاری کے لئے ستارے نکلنے کا انتظار نہ کرے گی۔ (۱۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرو۔ (۱۲)

افطار میں جلدی کرنا روزے دار کی دین پر استقامت اور یہود و نصاری کی مخالفت پر دلیل ہے۔ اور افطاری میں جلدی کرنا ہمارے اور ان کے مابین فرق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دین ہمیشہ ظاہر رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے

---

(۱۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۵۶......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۹۸

(۱۱)......الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، جلد: ۵، صفحہ: ۲۰۹

(۱۲)......صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۲۸۱۲

کیونکہ یہود و نصاری افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔ (۱۳)

اور افطار میں جلدی کرنا اللہ تعالی کی اپنے روزہ دار بندوں سے محبت کی دلیل ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالی فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے محبوب وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔ (۱۴)

خطاء نمبر ۴۲:

وقت افطار:

بعض لوگ افطاری کا وقت نہیں جانتے جس سے افطاری کرنے میں خطاء واقع ہوتی ہے، جب صائم مسافر ہو، شہر سے باہر ہو یا مؤذن وقت سے تقدیم و تاخیر کر دے۔ لہذا روزے دار کیلئے افطار کا وقت جاننا ضروری ہے۔

یاد رکھیں کہ سورج کے غروب ہوتے ہی افطار کا وقت ہو جاتا ہے سورج کا زائل ہونا شرط ہے۔ جیسے ہی سورج کی ٹکیہ غروب ہو روزے دار کو افطار کر لینا چاہئے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ o

پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔

---

(۱۳)......سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۶۳......کتاب الصوم للفریابی، حدیث نمبر: ۳۶۔۳۷

(۱۴)......مسند احمد، حدیث نمبر: ۷۲۴۰

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جب یہاں سے رات آجائے اور دن چلا جائے اور سورج غروب ہو تو روزہ دار افطار کرلے۔(۱۵)

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ رکھتے تو ایک شخص کو حکم دیتے وہ کسی شے پر کھڑا ہو جاتا جب وہ کہتا کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ افطار فرمالیتے۔(۱۶)

خطاء نمبر ۴۳:

افطار کے وقت دعاء کرنے میں غفلت برتنا:

دعاء میں کثرت کرنا سنت ہے، خاص طور پر وقت افطار میں دعاء کرنا کہ اس وقت کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ روزہ داروں کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تین دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں، والد کی دعا، روزہ دار کی دعا، اور مسافر کی دعا۔(۱۷)

---

(۱۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۵۳......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۰۰

(۱۶)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۵۷

(۱۷)......مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۰۳۰......سنن کبری للبیہقی، جلد: ۳، صفحہ: ۳۴۵

بوقت افطار کوئی بھی دعا کی جا سکتی ہے، البتہ سنت میں وارد دعاؤں میں سے ہے کہ:

''ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ'' (۱۸)

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

خطاء نمبر ۴۴:

جو شخص کسی کو روزہ افطار کروائے اس کا دعا میں غفلت برتنا:

سنت یہ ہے کہ جب روزہ دار کسی قوم کے پاس روزہ افطار کرے (یا کروائے) تو ان کے لئے دعا کرے جو نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ان دعاؤں میں سے چند یہ ہیں:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ (۱۹)

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاَسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔ (۲۰)

---

(۱۸)...... صحیح سنن ابی داود، حدیث نمبر: ۲۰۶۶

(۱۹)...... صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۴۵۵۳

(۲۰)...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۵۵

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔(۲۱)

بعض لوگ کھانا کھانے کے بعد عادۃً کچھ دعائیہ الفاظ کہتے ہیں مثلاً

اَكْرَمَكَ اللّٰهُ، اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، یا، زَادَكَ اللّٰهُ وغیرہم

ان کو کہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن پہلے وہ دعائیں پڑھنی چاہئے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔

خطاء نمبر ۴۵:

روزہ افطار کروانے کے ثواب سے لاعلم ہونا:

روزہ دار کبھی مہمان ہوتا ہے جیسا کے مسافر آدمی، یا قریبی ہوتا ہے، یا پڑوسی۔ اور افطاری کبھی جماعت کو کروائی جاتی ہے جیسا کے ہماری مساجد میں ہوتا ہے اور کبھی اکیلے فرد کو، جیسا بھی ہو الحمداللہ یہ عمل قابل تحسین اور قابل قدر ہے اور اس کے لئے بڑا اجر وثواب ہے۔ حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے کسی کا روزہ افطار کروایا تو اسے اس کی مثل ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (۲۲)

اجتماعی افطاری کروانے سے متعدد فوئد حاصل ہوتے ہیں، مثلاً الفت،

(۲۱)……صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۴۲

(۲۲)……ترمذی، صحیح ابن حبان

محبت، قریبی رشتہ داروں اور دوستوں میں رابطہ اور ان کے ذریعے رحمت، نرمی اور رحم دلی جیسی صفات ظاہر ہوتی ہیں، نبی کریم ﷺ کا فرمان اسی مفہوم کو بیان کر رہا ہے۔فرمایا:

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیواروں کی طرح ہے جو ایک دوسرے کو مضبوطی عطاء کرتی ہیں۔ (۲۳)

آپ ﷺ نے فرمایا:

مومنوں کی مثال باہمی محبت، رحمت اور لطف و مہربانی میں ایک جسم کی طرح ہے کہ اگر ایک عضو خراب ہو تو پورا جسم اس کا درد محسوس کرتا ہے۔ (۲۴)

خطاء نمبر ۴۶:

بعض روزہ دار نماز مغرب ادا کرنے کے بعد افطاری کرتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق نماز مغرب سے پہلے افطاری کرنا چاہیے چاہے ایک گھونٹ پانی ہی مل جائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے افطاری کر لیا کرتے تھے۔ (۲۵)

---

(۲۳)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۸۵

(۲۴)......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۸۶

(۲۵)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۶۵......صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۲۰۶۳

خطاء نمبر ۴۷:

جب سورج بادلوں میں چھپ جائے اور روزہ دار یہ گمان کرتے ہوئے افطار کرلے کہ سورج غروب ہو چکا ہے اور پھر سورج ظاہر ہو جائے تو صرف قضاء لازم آتی ہے کفارہ نہیں۔ حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک مرتبہ زمانہ رسول میں ہم نے افطار کرلیا بادل چھائے ہوئے تھے اور بعد میں سورج ظاہر ہو گیا ابو اسامہ کہتے ہیں، میں نے ہشام سے کہا: پھر کیا ہوا قضاء کا حکم دیا گیا؟ فرمایا اس کے بغیر چارہ ہی کیا تھا۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

علماء کا اس مسئلے میں اختلاف ہے، جمہور کا قول ہے کہ قضاء واجب ہے جیسا کہ اس وقت کہ جب رمضان المبارک کا چاند چھپا رہا اور لوگوں نے صبح کا روزہ نہ رکھا۔ پھر ظاہر ہو گیا کہ روزہ تھا تو بالاتفاق قضاء لازم ہے۔(۲۶)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

اکثر علماء کے قول کے مطابق قضاء لازم ہے۔(۲۷)

خطاء نمبر ۴۸:

افطاری کے وقت کثیر تعداد میں کھانے پینے کا اہتمام اور اس کی وجہ سے

---

(۲۶)……فتح الباری، جلد:۹، صفحہ:۲۸

(۲۷)……الجامع لاحکام القرآن، جلد:۲، صفحہ:۳۲۸

نماز مغرب میں تاخیر، اس عمل میں تین خطائیں ہیں۔

☆...... بلا عذر شرعی نماز مغرب کا چھوٹ جانا۔

☆...... دن کا طویل عرصہ پیٹ کا خالی رہنا اور پھر (افطاری کے وقت) اسے مختلف انواع واقسام کی چیزوں سے بھرنا صحت انسانی کے لئے نہایت مضر ہے اور اسے عقلمند لوگ خوب سمجھتے ہیں۔

☆...... کھجور اور پانی کے ساتھ افطاری کرنے کی سنت کا ترک کر دینا۔

خطاء نمبر ۴۹:

بعض حقہ یا سگریٹ نوش حضرات اذان سنتے ہی تھوڑی سی شے کھا کر فورا حقہ یا سگریٹ سلگا لیتے ہیں اور بعض تو ایسے ہیں کچھ کھائے بغیر، افطاری کے لئے ہی معاذ اللہ ان چیزوں کو بروئے کار لے آتے ہیں اس طرح کرنے سے وہ تین خطاؤں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

☆...... وہ ایک مکروہ یا حرام چیز سے افطار کرتے ہیں۔ یعنی حقہ پینا یا نشے والے سگریٹ نوش کرنا۔

☆...... نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں یعنی کھجور اور پانی سے افطار نہیں کرتے۔

☆...... حقہ یا سگریٹ نوشی کرتے ہیں اور معدہ خالی ہوتا ہے۔ اس عمل سے بے شمار طبی نقصانات ہوتے ہیں اور صحت پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

نصیحت:

اس موقع پر حقہ یا سگریٹ نوشی یا کسی بھی نشے کے عادی کو یہ ہی نصیحت ہے کہ اگر وہ عادت ترک کرنا چاہے تو ماہ صیام کی موجودگی اس کے لئے اچھا موقع ہے کیونکہ دن بھر روزے کی وجہ سے اس ان اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرتا ہے تو رات کو تھوڑا سا حصہ بھی صبر سے گزار کر ان نعمتوں سے محفوظ ہوا جا سکتا ہے۔

خطاء نمبر ۵۰:

افطاری کے لئے اجتماع یا اکٹھ کی صورت میں بیٹھنا اچھا اور محمود عمل ہے لیکن اس میں دو خطائیں سرزد ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

☆......بکثرت قیل وقال: یعنی بعض لوگ اکٹھا بیٹھنے کی وجہ سے خوب باتیں کرتے ہیں اور باتوں کی کثرت کی بنا پر غیبت اور چغلی جیسے قبیح گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ حرام ہے۔

☆......اذان مغرب سے قبل ذکر اور دعا سے غفلت برتی جاتی ہے حالانکہ حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماہ رمضان کی ہر رات اور دن میں اللہ تعالی لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور بندوں کی ایک دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔(۲۸)

یاد رہے کہ یہ عمل ہر رات اور ہر دن ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان

(۲۸)......مسند احمد، حدیث نمبر: ۷۴۴۳

کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ہر روز افطاری کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔(۲۹)

خطاء نمبر ۵۱:

بعض لوگ اذان کا جواب دینے کی بجائے دیگر کاموں میں بلکہ خوش گپیوں میں مشغول رہتے ہیں اور یہ بہت بڑی غلطی ہے

حالانکہ مسلمان کے لئے اذان سن کر عملاً اس کا جواب دینا واجب جبکہ لفظا مستحب ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جب تم اذان سنو تو مؤذن کی طرح کہو۔(۳۰)

اذان کے جواب میں اذان ہی کے کلمات دہرائے جاتے ہیں سوائے ''حی علی الصلاۃ''، اور ''حی علی الفلاح'' کے، ان کلمات کے جواب میں ''لا حو لا ولا قوۃ الا باللہ'' کہا جائے۔(۳۱)

جواب سے فراغت کے بعد دعا کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اذان سن کر یہ دعاء کی:

---

(۲۹)......ابن ماجہ، حدیث نمبر:۱۶۴۳

(۳۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۸۶......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۳۸۳

(۳۱)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۸۸

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ۔

اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (۳۲)

ان دعاؤں کے بعد اللہ تعالی سے سوال کرے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

جیسے مؤذن کہتے ہیں تم بھی کہو تو اللہ سے جو مانگو گے عطاء ہوگا۔ (۳۳)

خطاء نمبر ۵۲:

بعض روزہ دار احتیاطاً اذان ختم ہونے کے بعد افطار کرتے ہیں یہ بڑی صریح خطاء ہے۔ مؤذن ایک امانت دار اور وقت کا پابند شخص ہوتا ہے۔ جس کی حتی الوسع کوشش ہوتی ہے کہ اذان کو پورے وقت پر ادا کیا جائے اور روزہ دار اس کے اعلان پر افطار کرتے ہیں۔ اور جو شخص اذان کے اختتام تک افطاری کو مؤخر کر دیتا ہے تو یہ اس کی ضد اور خود کو ایسی بات کا مکلف بناتا ہے جو اللہ نے اس پر لازم نہیں کی، ضدی لوگوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''متنطع'' ضد باز لوگ ہلاک ہو گئے، ضد باز لوگ ہلاک ہو گئے، ضد باز لوگ ہلاک ہو گئے۔ (تین بار ارشاد فرمایا) (۳۴)

---

(۳۲) ...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۸۹

(۳۳) ...... مسند احمد، حدیث نمبر: ۶۶۰۱

(۳۴) ...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۷۰

جب کچھ لوگوں نے منع کے باوجود آپ کے دیکھا دیکھی صوم وصال رکھنے شروع کر دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر میرے لئے مہینے کو لمبا کر دیا جائے تو میں اتنے صوم وصال رکھوں کہ ''متعمق'' ضدی لوگ اپنی ضد چھوڑ دیں۔(۳۵)

متنطع اور متعمق ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو ضدی ہو اور جس بات کا مکلف اللہ نے نہیں بنایا اس میں اپنی طرف سے مبالغہ کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

(۳۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۸۱۴

باب ششم ☆

نمازِ تراویح کے بارے میں ہماری خطائیں

خطاء نمبر ۵۳:

بعض لوگوں کا نماز تراویح کے ثواب سے لاعلم رہنا، بڑی خطاء اور محرومی کا باعث ہے۔ اس بات میں شک نہیں کہ جب کسی انسان کو اپنے عمل پر ملنے والے اجر کا علم ہو جائے تو وہ مزید محنت اور کوشش سے اسے انجام دینے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے ہمارے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ نمازِ تراویح ادا کرنے میں کتنا اجر و ثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت کے ساتھ ماہِ رمضان میں قیام کیا، اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔(۱)

خطاء نمبر ۵۴:

بعض لوگوں کا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی تہجد کے متعلق حدیث کو نمازِ تراویح پر محمول کرنا:

(۱)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۹۰

یہ سراسر کم عقلی اور علم حدیث سے ناواقفیت کی علامت ہے۔ اس حدیث کو پڑھ کر ہر ذی شعور آدمی سمجھ لیتا ہے کہ اس سے مراد نماز تراویح ہو ہی نہیں سکتی، حدیث عائشہ درج ذیل ہے:

حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ ماہِ رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیا ہوا کرتی تھی؟ فرمایا:

رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ ہوا کرتی تھی، آپ چار رکعت ادا فرماتے، ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو، پھر آپ چار رکعت پڑھتے، نہ پوچھو اس کا حسن وطوالت کیا ہوا کرتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت ادا فرماتے۔ (۲)

حدیث مذکور نماز تہجد کا بیان ہے نہ کہ نماز تراویح کا، ہر ذی شعور آدمی جانتا ہے کہ نماز تراویح صرف ماہِ رمضان میں ادا کی جاتی ہے جب کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت ادا فرماتے ہیں، اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس سے مراد تراویح نہیں بلکہ نماز تہجد ہے۔ آٹھ رکعت نماز تہجد اور تین وتر۔ اسے خوب سمجھ لو اور اللہ جسے توفیق دیتا ہے اسے ہی حدیث کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔

---

(۲)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۹۰۹......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۷۳۶

خطاء نمبر ۵۵:

بعض لوگوں کا آٹھ رکعت نماز تراویح کی بدعت ایجاد کرنا اور امت مسلمہ کی مخالفت کرنا، بہت بڑی خطاء ہے۔

بیس رکعت نماز تراویح ادا کرنا نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک مسلمانوں کا معمول رہا ہے اور اس میں ایک آدمی کو بھی اختلاف نہیں، لیکن آج کے بعض جہلاء نے اس مسئلے کو بھی اختلافی بنا دیا ہے۔ ذیل میں نماز تراویح کی مکمل بحث نظر قارئین ہے، خلوص دل اور حقیقت تک رسائی پانے کی نیت سے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ حقیقت کا عرفان بخشے۔

نماز تراویح کے فضائل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان (نماز تراویح) کی بہت ترغیب دلایا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے کہ ''جس نے رمضان (المبارک) کے مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا (یعنی نماز تراویح ادا کی) تو اس کے گذشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (۳)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۳) ...... صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۲۶۶ ...... صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۸۷۰ ...... سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۷۳۶ ...... سنن النسائی، رقم الحدیث: ۱۵۸۵ ...... مسند احمد، رقم الحدیث: ۷۴۵۵ ...... موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۲۳۰ ...... سنن الدارمی، رقم الحدیث: ۱۷۱۱

نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ نے تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اس میں قیام (تراویح) سنت قرار دی ہیں۔ لہذا جو شخص اس مہینے میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے گا اور قیام کرے گا (تراویح پڑھے گا) تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جائے گا جس طرح اس دن پاک تھا جس دن اسے ماں نے جنم دیا تھا۔ (۴)

ان احادیث میں تعداد کا ذکر نہیں:

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس کس طرح گناہوں کی معافی اور ثوابات کے وعدوں کے ساتھ امت کو دعوت تراویح دی ہے۔ مگر ان احادیث سے نہ تو رسول اللہ ﷺ کا تراویح کی جماعت کروانا ثابت ہے اور نہ ہی تراویح کی کوئی تعداد معین کرنے کا ذکر ہے۔

کیا نبی ﷺ نے با جماعت تراویح پڑھی:

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک مرتبہ (رمضان المبارک میں) رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز ادا فرمائی، اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ وہی نماز ادا کی۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپس میں رات

(۴)...... سنن النسائی، رقم الحدیث: ۲۱۸۰...... سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۳۱۸

والی نماز کا تذکرہ کیا لہٰذا دوسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

صبح لوگوں نے اس نماز کا چرچا کیا اور تیسری رات اس سے زیادہ لوگ اکٹھے ہو گئے، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، چوتھی رات آئی تو لوگ اتنی تعداد میں جمع ہو گئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی (مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے) اور آپ ﷺ نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''تمہارا یہاں پر آنا مجھ پر مخفی نہ تھا (یعنی میں جانتا تھا کہ تم لوگ جمع ہو) مگر میں اس لئے باہر نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ۔''

پھر رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور معاملہ اسی طرح رہا (یعنی کبھی بھی آپ ﷺ نے با جماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی) (۵)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ رمضان المبارک میں تین دن تک جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی مگر

(۵)……صحیح بخاری: رقم الحدیث: ۱۸۷۳……صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۲۷۱……سنن النسائی، رقم الحدیث: ۱۵۸۶……سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۱۶۶……مسند احمد، رقم الحدیث: ۴۲۱۹۴……موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۲۲۹

اس حدیث میں بھی تعداد کا کوئی ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھائیں۔
اس کی مزید تفصیل اس حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ذر غِفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (آپ فرماتے ہیں) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اور آپ ﷺ نے ہمیں رات کے وقت کوئی نماز (جماعت کے ساتھ) نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا اور صرف سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی (یعنی 23 ویں رات کو) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھ دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (یعنی 24 ویں رات کو نماز نہیں پڑھائی) پھر جب پانچ دن رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی (25 ویں رات میں) یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ باقی رات بھی ہمیں نماز پڑھا دیتے تو اچھا ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص عشاء کی نماز پڑھ کر گھر چلا جائے ساری رات نماز پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں پھر چار دن باقی رہ گئے اور آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (26 ویں رات میں) پھر جب تین دن باقی رہ گئے (یعنی ستائیسویں رات میں) آپ ﷺ اپنے گھر والوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ تشریف لائے اور اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ ہم سے ''فلاح'' رہ جائے گی۔ حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے؟ تو ابو ذر

نے فرمایا ''سحری''۔ ابوذر فرماتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے باقی ایام میں ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ (۶)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری زندگی رمضان المبارک میں صرف تین راتیں (تیئسویں، پچیسویں اور ستائیسویں)رات کو باجماعت نماز تراویح پڑھائی ان تین راتوں کے علاوہ آپ ﷺ نے کبھی بھی باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی۔

آپ احباب نے اندازہ لگایا ہوگا کہ ان احادیث میں صرف باجماعت نماز تراویح کا ذکر ہے تعداد کی کوئی حد معین نہیں جبکہ کچھ لوگ اپنی جانب سے 8 رکعات کا اضافہ کر کے ''قرآن وحدیث'' پرعمل کرنے کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہیں جن کے بارے میں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان کا یہ قول مستانے کے'' قلندرم مستم'' کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

احادیث میں تعداد رکعات:

اب تک آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن باجماعت نماز تراویح پڑھائی مگر آیئے اب دیکھتے ہیں کہ تعداد رکعات کے حوالے سے آپ ﷺ کا

(۶)......سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:۱۱۶۷......سنن الترمذی، رقم الحدیث:۷۳۴......سنن النسائی، رقم الحدیث:۱۳۴۷......سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:۱۳۱۷......مسند احمد رقم الحدیث:۲۰۴۵۰......سنن الدارمی، رقم الحدیث:۱۷۱۲

کیا معمول تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں بیس 20 رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(۷)

بات غور طلب ہے۔ حدیث مبارک کے الفاظ کچھ یوں ہیں "كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ" "كان يصلی" کے بارے غیر مقلدین حضرات کے چوٹی کے عالم "مولوی صادق سیالکوٹی" فرماتے ہیں۔

"كان يصلی" استمرار کیلئے آتا ہے جس کا معنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کرتے تھے۔(۸)

یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بیس رکعت نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ کا اپنا یہ معمول تھا کہ ہمیشہ بیس رکعات ادا فرمائیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب لوگوں کو پڑھائیں تو 8 یا گیارہ پڑھادی ہوں۔ یقیناً آپ ﷺ نے اپنی روٹین نہیں توڑی اور لوگوں کو بھی بیس رکعات ہی پڑھائیں۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں یہ باتیں اپنی جانب سے کہہ رہا ہوں بلکہ میری اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

---

(۷)......مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۲ صفحہ:۲۹۴......سنن کبریٰ للبیہقی، جلد:۲، صفحہ:۴۹۶ ......معجم کبیر للطبرانی، جلد:۱۱، صفحہ:۳۹۳

(۸)......صلوۃ الرسول صفحہ:۲۴۱

ؓ نے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعات پڑھائیں (یعنی چار فرض اور بیس تراویح)(۹)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی ہمیشہ سے بیس رکعات پڑھا کرتے اور جب لوگوں کو تین دن باجماعت تراویح پڑھائی تو ان کی تعداد بھی بیس ہی تھی۔ اگرچہ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو باجماعت نماز تراویح نہیں پڑھائی اور نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ اقدس میں باجماعت تراویح کا اہتمام ہوا مگر جب حضرت عمر ؓ نے (اپنے دور خلافت میں) دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں نماز ادا کرتے ہیں تو آپ نے ان کو ایک امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے کا پابند بنا دیا۔

<u>پہلا خوبصورت بدعتی:</u>

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت عمر اور میں (رضی اللہ عنہما) مسجد کی جانب نکلے تو دیکھا کہ لوگ مختلف ٹولیوں میں نماز ادا کر رہے ہیں، کوئی اکیلا پڑھ رہا تھا تو کسی کی اقتداء میں ایک گروہ نماز ادا کر رہا ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان کو ایک قاری کی اقتداء میں جمع کر دوں تو بہتر رہے گا، آپ نے اس بات کا پکا

(۹)......تاریخ جرجان صفحہ: ۲۷۵

ارادہ کیا اور لوگوں کو حضرت اُبی بن کعب ﷺ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔

پھر ایک رات میں حضرت عمر کے ساتھ مسجد میں آیا تو دیکھا کہ لوگ حضرت اُبی بن کعب کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کر رہے تھے تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا ''یہ نئی چیز (بدعت) کتنی اچھی ہے۔(۱۰)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر ﷺ نے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر لوگوں کو نماز تراویح باجماعت کیلئے جمع کیا اور آج کے لوگوں کے نزدیک بدعتی ٹھہرے۔ اللہ کی قسم اگر حضرت عمر ﷺ جیسا حسین بدعتی ہماری جماعت میں ہے تو ہمیں بدعتی کہلوانے میں کوئی عار نہیں۔

پہلے مقرر کردہ امام نے کتنی تراویح پڑھائیں:

جب حضرت عمر ﷺ نے لوگوں کو نماز تراویح باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کتنی رکعات پڑھی اور امام نے کتنی رکعات پڑھائیں آیئے امام سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ انہوں نے کتنی رکعات پڑھائیں تھیں۔

حضرت ابی بن کعب ﷺ فرماتے ہیں:

حضرت عمر نے فرمایا لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں مگر صحیح طرح قرأت نہیں کر سکتے لہذا اگر تم ان کو رات کے وقت (نماز تراویح میں) قرآن سنا دو تو کتنا اچھا ہو؟ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ کام پہلے نہیں ہوا (یعنی بدعت ہے)

(۱۰)......صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۸۷۱، موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۱۳۲

فرمایا مجھے بھی معلوم ہے مگر یہ ایک اچھی چیز ہے۔ (حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں) لہذا میں نے لوگوں کو 20 بیس رکعات تراویح پڑھائی۔ (۱۱)

مقتدیوں کی گواہی:

امام کی شہادت پڑھ لینے کے بعد مقتدیوں کی شہادت بے فائدہ نہ ہوگی

حضرت یزید بن رومان ﷺ فرماتے ہیں۔ لوگ حضرت عمر کے زمانے میں تیئیس 23 رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (20 تراویح تین وتر) (۱۲)

حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب پر جمع کر دیا جو انہیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ (۱۳)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رمضان المبارک میں لوگوں کو 20 رکعات پڑھایا کرتے تھے اور تین وتر۔ (۱۴)

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (۱۵)

---

(۱۱)...... کنز العمال، جلد: ۸، صفحہ: ۴۰۹

(۱۲)...... موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۲۳۳، سنن کبریٰ للبیہقی، جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۶

(۱۳)...... جامع المسانید والسنن، جلد: ۱، صفحہ: ۵۵

(۱۴)...... مصنف ابن ابی شیبہ، جلد: ۲، صفحہ: ۳۹۳

(۱۵)...... معرفۃ السنن والآثار، جلد: ۴، صفحہ: ۴۲

حضرت امام مالک ﷺ کا تسامح:

حضرت سائب بن یزید سے موطا امام مالک میں ایک روایت ہے کہ لوگ گیارہ رکعات (آٹھ تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے مگر وہ امام مالک کا تسامح ہے کیونکہ گذشتہ حدیث میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت سائب بن یزید خود فرماتے ہیں ہم بیس رکعات پڑھا کرتے تھے، اور دوسری بات یہ کہ ممکن ہے حضرت عمر نے پہلے گیارہ رکعات کا حکم دیا ہو مگر ان میں قرأت لمبی ہوتی اور لوگ تھک جاتے (جیسا کہ اسی حدیث میں ہے کہ قاری ایک ایک رکعت میں سوسو آیتیں پڑھا کرتا تھا) لہٰذا حضرت عمر نے قرأت کو کم کر دیا اور رکعات کی تعداد کو بڑھا کر بیس کر دیا جس سے لوگوں کو کافی سکون محسوس ہوا جیسا کہ موطا امام مالک میں اسی کے ساتھ حدیث موجود ہے کہ اعرج کہتے ہیں ''قاری سورۃ البقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ (12) پڑھیں جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ وہ ہلکی کر دی ہیں۔ (۱۶)

ہر دور میں تراویح بیس رکعت ہی رہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر ﷺ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھنا شروع کیں جو کہ آج تک لوگوں کا معمول ہے۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیس رکعات پڑھنے یا پڑھانے کا حکم دینا اپنی

---

(۱۶)……موطا امام مالک، رقم الحدیث: ۲۳۴

جانب سے نہیں تھا بلکہ سب جانتے تھے کہ آقا ﷺ بیس رکعات ہی پڑھتے رہے ہیں اور جو تین دن لوگوں کو پڑھائیں تھیں وہ بھی بیس رکعات ہی پڑھائی تھیں (جیسا کہ پہلے احادیث گزری ہیں) لہذا کسی کو بھی کوئی تعارض نہیں تھا اور تمام صحابہ نے بالاتفاق بیس رکعات تراویح ادا فرمائیں اور اس وقت سے لیکر آج تک تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور عامۃ الناس مسلمانوں کا یہی معمول رہا کہ وہ بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے پڑھاتے رہے۔ اب اس بارے میں بالترتیب دلائل ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح لوگوں نے اس طریقہ حسنہ کو ہر صدی میں قائم رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت:

حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے دور میں لوگ 20 رکعات پڑھا کرتے تھے جس کی شہادت آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں، آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا کیا معمول تھا۔

حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رمضان المبارک میں قراء حضرات کو بلایا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (۱۷)

حضرت ابو الحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم

---

(۱۷)...... سنن کبریٰ للبیہقی، جلد:۲، صفحہ:۴۹۶

دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرے۔(۱۸)

حضرت ابو الخصیب فرماتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ ﷛، (جو کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے حلقہ احباب میں شامل ہیں) رمضان المبارک میں ہماری امامت کرواتے اور ہمیں پانچ ترویحے یعنی 20 رکعات تراویح پڑھاتے۔(۱۹)

حضرت سعید بن ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ ﷛ (جو کہ حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی کے شاگرد ہیں) رمضان المبارک میں لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔(۲۰)

ان آثار سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت علی ﷛ کے دور خلافت میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے اور آپ کے شاگردوں نے اس روایت کو قائم رکھتے ہوئے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

بیس رکعات تراویح پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم:

خلفائے راشدین سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وہ حضرات اپنے اپنے دور خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھنے کا حکم دیتے رہے لہذا آیئے

(۱۸)......مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۲، صفحہ:۳۹۳

(۱۹)......سنن کبریٰ للبیہقی، جلد:۲، صفحہ:۴۹۶

(۲۰)......مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۲، صفحہ:۳۹۳

دیکھتے ہیں کہ باقی صحابہ کرام کا کیا نظریہ تھا۔

گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور کسی صحابی نے بھی علم انکار بلند نہیں کیا بلکہ خاموشی سے بیس رکعات تراویح پڑھنے میں مشغول ہو گئے جس کو علماء ''اجماع سکوتی'' کا نام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ علماء کے اقوال ملاحظہ کیجئے، چنانچہ علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو (بیس رکعت تراویح والا معاملہ) ہوا ائمہ کرام نے اس کو اجماع کی طرح شمار کیا ہے۔ (۲۱)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں''۔ (۲۲)

ان کے علاوہ علامہ ابن قدامہ حنبلی، علامہ سید محمد مرتضی الزبیدی وغیرہما نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہے۔

تمام مسلمانوں کا عمل:

حضرات خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جان لینے کے بعد کہ وہ بیس رکعت کے قائل تھے آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس کے

---

(۲۱)......ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد: ۳، صفحہ: ۵۱۵

(۲۲)......مرقاۃ شرح مشکوۃ، جلد: ۳، صفحہ: ۱۹۴

بعد ہر صدی میں مسلمانوں کا تعداد رکعات میں کیا نظریہ تھا اور انہوں نے کس بات پر عمل کیا۔

حضرت ابراہیم نخعی (وفات ۹۶ھ) کا فرمان:

آپ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام وتابعین) رمضان المبارک میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (۲۳)

حضرت عطا بن ابی رباح (وفات ۱۱۴ھ) کا فرمان:

آپ فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو (رمضان المبارک میں) 23 رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا (یعنی 20 تراویح اور تین وتر) (۲۴)

حضرت ابن ابی ملیکہ (وفات ۱۱۷ھ):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (۲۵)

امام ترمذی کی زبانی اکثر اہل علم کا عمل:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اکثر اہل علم 20 رکعت تراویح کے قائل تھے جیسا کہ حضرت عمر حضرت

---

(۲۳)…… کتاب الآثار، صفحہ: ۴۱

(۲۴)…… مصنف ابن ابی شیبہ، جلد: ۲، صفحہ: ۳۹۳

(۲۵)…… مصنف ابن ابی شیبہ، جلد: ۲، صفحہ: ۳۹۳

علی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ سے منقول ہے۔ اور یہی حضرت سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) اور حضرت عبداللہ بن مبارک (تاریخ وفات ۱۸۱ھ) کا قول ہے۔ (۲۶)

ائمہ مجتہدین کا عمل:

ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ) میں سے سوائے امام مالک کے باقی تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں جبکہ امام مالک کے نزدیک تراویح چھتیس 36 رکعت ہیں (یعنی آٹھ رکعت کا کوئی بھی قائل نہیں)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی رقم طراز ہیں:

''امام ابوعبداللہ (احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ) کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہیں اور امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ)، اور امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی نظریہ ہے، البتہ امام مالک چھتیس رکعت کے قائل ہیں۔ (۲۷)

اسی طرح علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''رکعات تراویح میں ہمارا مذہب وتر کے علاوہ دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات ہیں، اور یہ پانچ ترویحے ہیں اور ہر ترویحہ دو سلاموں کے ساتھ چار

---

(۲۶)...... جامع الترمذی، رقم الحدیث: ۷۳۴

(۲۷)...... المغنی لابن قدامہ، جلد: ۱، صفحہ: ۴۵۶

رکعت ہیں، یہی ہمارا مذہب اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔ امام احمد اور داؤد وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے البتہ امام مالک وتر کے علاوہ نو ترویحات چھتیس رکعات کے قائل ہیں۔ (۲۸)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد الغزالی (۵۰۵ھ) رضی اللہ عنہ:

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی جن کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونے کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش فرمایا (روح البیان) آپ تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تراویح بیس رکعت ہیں جن کا طریقہ مشہور و معروف ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔ (۲۹)

حضرت سید عبد القادر جیلانی غوث اعظم سرکار رضی اللہ عنہ:

غوث اعظم فقیہ افہم حضرت سیدنا و مرشدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جن کی وفات ۵۶۱ھ میں ہے، تحریر فرماتے ہیں:

''نماز تراویح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے اس طرح پانچ ترویحے ہونگے ہر چار رکعت کو

---

(۲۸)......شرح المہذب، جلد:۴، صفحہ:۳۲، شرح صحیح مسلم للسعیدی، جلد:۲، صفحہ:۴۹۴

(۲۹)......احیاء علوم الدین، جلد:۱، صفحہ:۲۰۱

ایک ترویحہ کہتے ہیں۔ (۳۰)

صیاد اپنے دام میں:

بیس رکعت تراویح کے منکرین کے امام و مجدد علامہ ابن تیمیہ جن کی تاریخ وفات ۷۳۸ھ ہے یوں اپنوں کے منہ پر طمانچہ رسید کرتے ہیں:

''یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابی بن کعب ؓ لوگوں (صحابہ کرام) کو رمضان المبارک میں بیس رکعتیں تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے لہذا بہت سارے علماء نے اسی کو سنت قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعتیں حضرات انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں پڑھائی تھیں اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ (۳۱)

علامہ ابن نجیم مصری (وفات ۹۷۰ھ):

(تراویح بیس رکعت ہیں) یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ کے دور میں لوگ 23 رکعتیں (مع وتر) پڑھتے تھے، اور اسی پر مشرق و مغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔ (۳۲)

---

(۳۰)......غنیۃ الطالبین مترجم، صفحہ: ۳۹۳

(۳۱)......فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد: ۲۳، صفحہ: ۱۱۲

(۳۲)......البحر الرائق، جلد: ۲، صفحہ: ۶۶

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات ۱۰۵۲ھ):

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کو رسول اللہ ﷺ نے برصغیر میں علم حدیث پھیلانے کیلئے خود روانہ فرمایا، آپ فرماتے ہیں:

"جس تعداد پر رکعات تراویح کا معاملہ پکا ہوا، صحابہ تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں سے جو تعداد مشہور ہوئی وہ بیس رکعتیں ہیں، اور جو یہ مروی ہے کہ تیئس رکعتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تراویح کے ساتھ وتر ملا کر تیئس رکعتیں ہیں۔ (۳۳)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ):

منکرین کے ہاں مجددانہ صلاحیتوں کے جامع حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی بیس رکعت کے بارے میں عجیب تحقیق پیش کرتے ہیں:

"تراویح کی تعداد بیس ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے سارے سال میں محسنین کیلئے گیارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہیں کیونکہ سارے سال عموماً آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں جب ایک مسلمان تشبہ بالملکوت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ کرے تو اس کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اس کا اس سے دگنی رکعات سے کم حصہ ہو۔ (۳۴)

---

(۳۳)...... ماثبت بالسنۃ مترجم، صفحہ: ۳۶۴

(۳۴)...... حجۃ اللہ البالغہ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸

علامہ ابن عابدین شامی (وفات ۱۲۵۲ھ):

تراویح بیس رکعت ہیں یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔ (۳۵)

علامہ عبدالحی لکھنوی (وفات 1304ھ):

گذشتہ صدی ہجری کے علامہ عبدالحی لکھنوی مرحوم تراویح کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں، اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مداومت اختیار فرمائی۔ (۳۶)

خلاصۂ کلام:

اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ خیر القرون کے دور میں عہد فاروقی سے لیکر اب سے کچھ دیر پہلے تک تمام مسلمانان عالم کم از کم بیس رکعت تراویح کے قائل و فاعل تھے، اور مشرق و مغرب میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی رہیں، مراکز اسلام میں سے ''مدینہ منورہ'' میں خلفائے راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں تراویح بیس رکعت ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں، اور آج بھی مدینہ منورہ میں بیس رکعات پر ہی عمل ہو رہا ہے۔

(۳۵)......درمختار معہ حاشیہ ردالمحتار، جلد: ۲، صفحہ: ۴۵

(۳۶)......تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار، صفحہ: ۲۰۹

''مکہ مکرمہ'' میں حضرت عطاء بن ابی رباح کے زمانہ تک تراویح بیس رکعت ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں حضرت عطا بن ابی رباح کی وفات ۱۱۴ ہجری میں ہوئی، حضرت ابن ابی ملیکہ جن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی وہ بھی یہاں بیس رکعت ہی پڑھاتے تھے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے دیکھا۔

''کوفہ اور بصرہ'' میں حضرت علی ﷺ کے حکم سے بیس رکعت پڑھائی جاتی تھیں، کوفہ میں حضرت حارث اعور جن کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی اور آپ حضرت علی کے اصحاب میں سے ہیں بھی بیس رکعت پڑھتے پڑھاتے رہے، کوفہ میں حضرت امام ابو حنیفہ بیس رکعت کے قائل و فاعل تھے جن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، حضرت سفیان ثوری کا بھی یہی نظریہ تھا ان کی وفات 161ھ میں ہوئی۔ چونکہ حضرت امام ابو حنیفہ ﷺ ائمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے اور مشہور امام ہیں اور بیس رکعت کے قائل ہیں لہذا آپ کے متبعین بھی ہر جگہ بیس رکعات پڑھتے رہے۔

بصرہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ، سعید بن ابی الحسن اور عمران عبدی رحمہم اللہ تعالیٰ سن ۸۳ھ سے پہلے بصرہ کی جامع مسجد میں بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔

بغداد میں امام احمد بن حنبل جن کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی بھی بیس رکعت کے قائل تھے، ''خراسان'' میں حضرت عبداللہ بن مبارک ﷺ بیس رکعت کے قائل و فاعل تھے جن کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

تیسری صدی ہجری کے وسط سے پہلے ہی ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) اپنی اپنی فقہ کی تعلیم اپنے اپنے شاگردوں کو دے کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، اور ان کے فقہی مسالک کی اشاعت اور ان پر عمل شروع ہو چکا تھا، جو کہ آج تک جاری ہے اور تقریباً ہر صدی کے فقیہ نے کم از کم بیس کا تذکرہ ہی کیا ہے۔ مشہور فقہاء کرام و بزرگان دین کے اقوال آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں مثلاً.....

چھٹی صدی ہجری کے فقیہ و بزرگ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیس رکعت ہی بتلائی ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری علامہ ابن تیمیہ نے بیس رکعات تعداد کو اجماع صحابہ سے ثابت کیا۔

دسویں صدی ہجری میں علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ مصر میں یہ تذکرہ کر رہے ہیں کہ مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کا عمل بیس رکعت تراویح پر ہے۔

گیارویں صدی ہجری میں علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں بیس رکعت تراویح ہی بتلاتے ہیں۔

بارھویں صدی ہجری میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں بیس رکعات کا تذکرہ فرماتے ہیں اور ان کے تمام خاندان کا اسی پر عمل ہے۔

تیرھویں صدی ہجری کے درمیان میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ملک شام میں تذکرہ کرتے ہیں کہ اب تک مشرق و مغرب میں عام مسلمانوں کا یہی معمول ہے کہ وہ بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔(۳۷)

ان حوالہ جات سے بلا شک و ریب واضح و روشن ہو جاتا ہے کہ تراویح ہمیشہ سے بیس 20 رکعت ہی رہی۔ ابتداء سے لیکر اب تک اور ان شاء اللہ ﷺ جب تک عبادات میں خلوص باقی ہے مسلمان بیس ہی پر ایقان و ایمان رکھیں گے۔ کچھ لوگوں نے مسلمانوں میں افتراق و فساد ڈالنے کی قسم اٹھا رکھی ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بھٹکانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے جب دلیل مانگی جائے تو ایک صحیح صریح حدیث بھی دکھانے سے نظریں چراتے پھرتے ہیں مگر الحمد للہ ہم نے اس پر بیسیوں احادیث اور کتب تاریخ کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی یہ کہے کہ بیس رکعت تراویح کا کوئی ثبوت نہیں تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ

کوئی دلیل نہ تھی کوئی جواز نہ تھا
عجیب لوگ تھے بس اختلاف رکھتے تھے

خطاء نمبر ۵۶:

بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ نماز تراویح محض مردوں کیلئے سنت ہے، عورتوں

(۳۷)......حدیث اور اہلحدیث صفحہ: ۲۶۰۔۲۶۱

کیلئے یہ نماز مشروع نہیں، خطاء ہے۔ بے شک جس طرح یہ نماز مردوں کیلئے سنت ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی سنت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ذر کی حدیث میں ہے، جب تیسری رات آئی تو آپ ﷺ کے اہل بیویاں اور لوگ اکٹھے ہوئے، پھر آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں ہم سے فلاح (سحری) فوت نہ ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح کیلئے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی آنا سنت ہے، بلکہ مستحب ہے کہ ایک امام کو مردوں کیلئے اور ایک کو عورتوں کیلئے مقرر کیا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے مردوں کیلئے حضرت اُبی بن کعب اور عورتوں کیلئے سلیمان بن حثمہ کو مقرر فرمایا۔ (۳۸)

حضرت عرفجہ ثقفی کہتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو قیام رمضان (تراویح) کا حکم دیا کرتے تھے اور ایک امام مردوں کیلئے اور ایک امام عورتوں کیلئے مقرر فرماتے، عرفجہ کہتے ہیں میں عورتوں کا امام ہوا کرتا تھا۔ (۳۹)

اگر فتنہ کا خوف ہو (جیسا کہ آج کل ہوتا ہے) تو عورت کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۳۸)...... سنن کبریٰ للبیہقی، جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۴، مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۷۷۲۲

(۳۹)...... المصدر السابق

عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا نہ کرو لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ گھروں میں رہیں۔ (یعنی گھروں میں ہی نماز ادا کریں۔) (۴۰)

خطاء نمبر ۵۷:

بعض نمازیوں کا نماز تراویح کیلئے دیر سے آنا خطا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے چند فضیلتیں حاصل نہیں ہو پاتیں۔

☆ ...... ہوسکتا ہے یہ لوگ اس دن اللہ تعالیٰ کے سایۂ (رحمت) سے محروم رہیں جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (حدیث پاک میں سات آدمیوں کیلئے اس سائے کا ذکر ہے، ان میں سے ایک یہ شخص ہے جو نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے، لہذا جب لوگ نماز تراویح میں تاخیر سے حاضر ہونگے تو گویا وہ نماز کا انتظار نہیں کر رہے تھے جس کے سبب اس نعمت سے محروم رہ سکتے ہیں۔ (۴۱)

☆ ...... جو شخص نماز کی ادائیگی کیلئے جلدی کرتا ہے تو گویا وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے، حضور ﷺ کا فرمان اقدس ہے ''تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی ہوتا ہے جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کر رہا ہو'' (۴۲)

☆ ...... یہ لوگ فرشتوں کی اس دعا سے محروم رہتے ہیں جو وہ نماز کا

---

(۴۰)...... مسند احمد، جلد: ۵، صفحہ: ۱۹۵...... صحیح ابن خزیمہ، جلد: ۳، صفحہ: ۹۲

(۴۱)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۹...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۳۱

(۴۲)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۸

انتظار کرنے والوں کیلئے مانگتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

جب تک بندہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے، فرشتے اس کیلئے یوں دعا کرتے ہیں ''اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما'' (۴۳)

☆…… یہ لوگ پہلی صف میں نماز کی فضیلت سے محروم رہتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑی بھلائی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مردوں کی بہترین صف، پہلی صف ہے اور بری ترین صف، آخری ہے ۔اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بری ترین صف پہلی ہے۔ (۴۴)

☆……ایسے لوگ داہنی جانب صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے داہنی جانب کی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (۴۵)

خطا نمبر ۵۸:

روزے دار کا اچھی آواز والے امام کی تلاش میں نکل جانا: روزہ دار کیلئے

---

(۴۳)……صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۴۴……صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۹

(۴۴)……صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۴۰……سنن نسائی، حدیث نمبر: ۷۹۰……سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۸۱۹

(۴۵)……صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۶۲۸ ☆ صحیح سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۸۲۴

اچھی آواز والے قاری کو تلاش کرنا جائز ہے تاکہ اس کا دل و دماغ قرآنی نور سے فیضیاب ہو اور اس کی ذات پر اس کے اثرات مرتب ہوں لیکن کچھ لوگ محض اچھی آواز کو تلاش کرتے ہیں اور ایسا کرنے والے ساری رات کسی امام کی اقتداء میں کھڑے رہتے ہیں لیکن انہیں وقت کے ضیاع کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس طرح کسی امام کی تلاش میں نکل جانے سے کبھی کبھی جماعت بھی چھوٹ جاتی ہے اور نماز میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے اور ایسا کرنا عین خطا اور معیوب غلطی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے ہر شخص کو اپنی (محلے کی) مسجد میں نماز ادا کرنی چاہئے اور اسے مسجدوں کی کھوج میں نہیں نکل جانا چاہئے۔ (۴۶)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

آدمی کو چاہئے کہ اپنی قریبی مسجد میں نماز ادا کرے اور مسجدوں کی تلاش میں نہ گھومتا پھرے۔ (۴۷)

ابن قیم الجوزیہ کہتے ہیں:

(۴۶)......المعجم الکبیر، جلد: ۱۲، صفحہ: ۳۷۰......حدیث نمبر: ۱۳۳۷۳......کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۰۷۸۲

(۴۷)......صحیح الجامع الصغیر، جلد: ۵، صفحہ: ۱۰۵، حدیث نمبر: ۵۳۳......سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: ۲۲۰۰

بندے کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنی محلے کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس مسجد کے ویران ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور امام کے دل میں بھی خلش پیدا ہوگی۔ ہاں اگر نماز کو کامل طریقے سے ادا نہ کرتا ہو، یا بدعتی ہو، اعلانیہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۴۸)

خطاء نمبر ۵۹:

بعض لوگوں کا نماز تراویح سے کچھ دیر قبل لہسن اور پیاز کھانا: اس سے فرشتوں اور نمازیوں کو اذیت پہنچتی ہے، لہذا روزے دار کیلئے لازم ہے کہ مسجد میں جانے سے قبل ایسے کھانے سے پرہیز کرے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے لہسن یا پیاز یا دونوں کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے ان چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں جن سے انسان اذیت محسوس کرتے ہیں۔(۴۹)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

---

(۴۸)......اعلام الموقعین، جلد:۳، صفحہ:۱۴۸

(۴۹)......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۵۶۴......جامع ترمذی، حدیث نمبر:۱۴۷۵......سنن نسائی، حدیث نمبر:۶۸۳

جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے دور رہے (یا فرمایا) وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ (۵۰)

اس حدیث میں ہے لہسن یا پیاز کھانے والا گھر میں بیٹھا رہے، اور دیگر احادیث میں نماز با جماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ یہ دونوں حدیث آپس میں متعارض نہیں ہیں، اس کی متعدد وجوہ ہیں:

☆......آپ ﷺ نے لہسن یا پیاز والا کھانا کھانے سے منع کیا ہے، یہ نہی تنزیہی ہے، تحریمی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا جس میں لہسن تھا تو آپ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، پوچھا گیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔ (۵۱)

☆......آپ ﷺ نے لہسن یا اس جیسی چیز کھانے سے منع کیا ہے، اس سے مراد کچا کھانا ہے نہ کہ پکا کر کھانا، لہٰذا اگر پکا کر کھایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

اگر ان کو کھائے بنا گزارا نہ ہو تو ان کو پکا لیا کرو، یعنی لہسن اور پیاز کو۔ (۵۲)

---

(۵۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۸۱۷

(۵۱)......صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۴۷۶

(۵۲)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۲۴۲

اور حضرت علی سے مروی روایت میں ہے:

آپ ﷺ نے لہسن کھانے سے منع کیا سوائے اس کے کہ اسے پکا لیا جائے۔(۵۳)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

کچا پیاز نہ کھاؤ۔(۵۴)

☆......نمازی کا مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہونا واجب ہے اور لہسن یا پیاز کھا کر آنا مکروہ ہے، لہذا واجب کو مکروہ پر فوقیت دینی چاہئے۔

☆......ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص لہسن یا پیاز کھائے اور پھر نماز کو ترک کر دے بلکہ اسے چاہئے کہ نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے ان چیزوں کو کھانے سے اجتناب کرے۔

خطاء نمبر ۶۰:

بعض نمازیوں کا اونچی آواز میں آہ و بکا کرنا: نماز کی حالت میں رونا درست ہے لیکن آواز کا بلند کرنا درست نہیں، نبی کریم ﷺ اور اسلاف امت سے نماز میں آنسو بہانا ثابت ہے لیکن بلند آواز سے آہ و زاری کرنا ثابت نہیں۔ نبی کریم ﷺ جب قرآن مجید کی تلاوت سنتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو

(۵۳)......صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۴۷۷

(۵۴)......صحیح سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۷۱۴

جاتیں۔(۵۵)

مطرف بن عبداللہ الشخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے مبارک سے چکی چلنے جیسی آواز آرہی تھی۔(۵٦)

ابونعیم نے حضرت محمد بن واسع سے روایت کیا ہے:

ایک آدمی بیس سال تک روتا رہے اور اس کے ساتھ رہنے والی اس کی بیوی کو علم تک نہیں ہونا چاہئے۔

انہیں سے روایت ہے:

میں نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں کہ ان کے سر ایک تکیے پر ان کی بیویوں کے ساتھ رکھے ہوتے ہیں اور ان کے رخساروں کے نیچے تکیہ آنسو سے بھیگ جاتا ہے اور ان کی بیویوں کو خبر تک نہیں ہوتی، اور میں نے ایسے بندے بھی دیکھے ہیں صف میں نماز پڑھتے ہوئے روتے ہیں تو ان کے ساتھ کھڑے بندے کو اس کا علم تک نہیں ہوتا۔(۵۷)

جس رونے سے منع کیا گیا ہے وہ بلند آواز سے چیخ چیخ کر رونا یا ریاکاری

---

(۵۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۸۷......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۸۰۰

(۵٦)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۷۹۹

(۵۷)......حلیۃ الاولیاء، جلد: ۲، صفحہ: ۳۴۷

کرتے ہوئے آنسو بہانا ہے، اگر خوف الٰہی، خشیت خداوندی، جہنم کے خوف اور نار جہنم کا تذکرہ سن کر بندے کی آہ نکل جائے تو یہ نماز میں خشوع کی علامت ہے اور قابل تحسین عمل ہے۔

خطاء نمبر ۶۱:

بعض نمازی، نماز کا وقت ہونے سے قبل پہلی صف میں کوئی پتھر، کپڑا عصا یا کوئی اور نشانی لگا دیتے ہیں اور خود بعد میں آتے ہیں، ایسا کرنا بھی غلطی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پہلی صف میں نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

اگر لوگ جان لیں کہ اذان پڑھنے اور پہلی صف میں (نماز ادا کرنے میں) کیا فضیلت ہے تو اس کیلئے قرعہ اندازی کریں۔

اور یہ فضیلت محض اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو بنفس نفیس پہلی صف میں پہنچے نا کہ اپنی کوئی نشانی رکھ کر دوسرے کا حق مارے۔ اس طرح کرنے سے جو مفاسد پیدا ہوتے ہیں، ان کا کچھ تذکرہ حسب ذیل ہے۔

☆ ...... اس طرح کرنے والا یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یوں فضیلت والی جگہ کو نشانی لگا کر اپنے لئے خاص کرنے سے اسے پہلے آنے کا ثواب اور فضیلت مل جائے گی حالآنکہ ایسا اعتقاد فاسد ہے۔

☆ ...... مسجدیں خانہ خدا ہیں جن میں سب مسلمان برابر ہیں کسی کا حق کم

یا زیادہ نہیں سوائے اس کے کہ کوئی شخص پہلے آ کر فضیلت کو حاصل کر لے۔

☆......ایسا کرنے والا جب بعد میں آئے گا تو لوگ باقی صفوں میں بیٹھ چکے ہونگے اور اپنے مقام تک پہنچنے کیلئے اسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا پڑیں گی جو سراسر ناجائز اور قابل گرفت عمل ہے۔

☆......اس طرح کرنے سے بندے میں کسلمندی اور سستی پیدا ہوتی ہے اور وہ مسجد میں آنے میں تاخیر کرتا ہے (کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میری جگہ پکی ہے) اور ایسا کرنے سے بہت سی بھلائیاں ضائع ہوتی ہیں بلکہ الٹا اسے گناہ ہوتا ہے۔

☆......ایسا کرنے سے لوگوں کے دل میں اس کیلئے نفرت اور عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور مساجد میں لڑائی جھگڑے تک کی نوبت بھی آ سکتی ہے، جو کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔

خطا نمبر ۶۲:

بعض لوگ نماز کی حالت میں قرآن مجید کو اٹھا کر امام کی قرأت سنتے ہیں (خاص طور پر عرب ممالک میں) ایسا کرنا واضح غلطی ہے۔ نماز کی حالت میں مسلمان پر واجب ہے کہ خشوع وخضوع الٰہی کا خاص اہتمام کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ (۵۸)

---

(۵۸)......المومنون، آیت: ۱۔۲

کامیاب ہوئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع قائم رکھتے ہیں۔

اور کوئی شک نہیں کہ اس طرح نماز کی حالت میں مصحف شریف کو اٹھانے سے خشوع قائم نہیں رہتا۔

اور بعض لوگ نا صرف قرآن میں دیکھتے ہیں بلکہ امام کے ساتھ پڑھتے بھی جاتے ہیں، ایسا کرنا بھی سراسر منافی شریعت اور خطاء بین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○(۵۹)

اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

انصات کا مطلب ایسی خاموشی ہے جس میں ہونٹ تک بھی حرکت نہ کرتے ہوں۔

خطاء نمبر ۶۳:

بعض نمازی صلاۃ تراویح پڑھنے کے بعد امام کے ساتھ وتر پڑھ لیتے ہیں اور پھر رات کے پچھلے پہر دوبارہ سے وتر ادا کرتے ہیں اور یہ خطا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے ''لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ'' ایک رات میں دو وتر جائز نہیں ہیں۔(۶۰)

---

(۵۹)......الاعراف، آیت: ۲۰۴

(۶۰)......صحیح سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۵۸۵

نمازی کو چاہئے کہ امام کے ساتھ پڑھے جانے والے وتروں پر اکتفاء کرے اور رات کے پچھلے پہر نفلی عبادات میں کوشش کرے۔

خطاء نمبر ۶۳:

رمضان المبارک کی راتوں میں بے مقصد بیدار رہنا بھی خطاء ہے اور فطرت بشری کے منافی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ٥ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ٥ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ لِبَاسًا ٥ (۶۱)

اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کیا، اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روز گار کیلئے بنایا۔

اگر یہ بیداری عبادت الٰہی کیلئے ہو، بایں طور کہ نوافل کی ادائیگی کی جائے، تلاوت قرآن مجید ہو، صلہ رحمی، مریض کی عیادت یا کسی اور نیک کام میں رات بسر ہو تو بالکل درست ہے، بلکہ اسے اللہ کا احسان سمجھنا چاہئے۔

خطاء نمبر ۶۴:

ماہِ صیام کی راتوں میں وقت ضائع کرنا بھی بہت بڑی خطا ہے۔ اور اسکی مختلف صورتیں ہیں:

☆......گھروں میں گشت کرتے پھرنا، کبھی پڑوسیوں کے گھر، کبھی قریبی

---

(۶۱)......سورۃ النباء، آیت: ۹۔۱۰۔۱۱

رشتے داروں اور کبھی دوست واحباب کے گھروں میں وقت گزارنا۔ ایسا کرنا معیوب نہیں بلکہ ایک اچھا عمل ہے لیکن اس صورت میں جب کبھی کبھار ہو، ہر رات کسی نہ کسی گھر کی زینت بننا ناقابل تحسین فعل ہے۔

☆......بعض لوگوں کا شریعت کے منافی کسی کام کیلئے اکٹھا ہو جانا، مثلاً تاش وغیرہ کھیلنے کیلئے۔

☆......نوجوانوں کا پارکوں میں بیٹھا رہنا حتی کہ سحری کا وقت ہو جائے۔

☆...... بے مقصد سڑکوں پر گاڑیاں لے کر گھومنا، (Long Drive) پہ جانا۔

☆......شطرنج وغیرہ کھیلنے کیلئے اکٹھا ہو جانا۔

☆......ٹیلی ویژن وغیرہ دیکھتے رہنا۔

یہ چند صورتیں ہیں جو وقت ضائع کرنے کا ذریعہ ہیں، انکے علاوہ بھی بے شمار ایسے ذرائع ہیں جو وقت گزاری کیلئے استعمال ہوتے ہیں اور یہ سب منافی شریعت اور وقت کو ضائع کرنے والے امور ہیں۔ نہ صرف اس ماہِ مبارک میں بلکہ کسی بھی مہینے میں، کسی بھی رات یہ اعمال کرنا سراسر وقت کا ضیاع ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ ہر متکبر، مال کے بچاری، بازاروں میں شور مچانے والے، راتوں کو مردہ پڑے رہنے والے، دن کو (گدھے کی طرح) بے مقصد

گھومنے والے، دنیاوی امور کے عالم اور اخروی امور سے جاہل شخص سے بغض رکھتا ہے۔(٦٢)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت صرف ایک چیز پر حسرت کریں گے، وہ ساعت جو اللہ کا ذکر کئے بغیر انہوں نے بسر کی ہوگی۔(٦٣)

کوئی شک نہیں کہ اس طرح کے افعال میں ضائع کئے ہوئے وقت کا بھی سوال کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ٥

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

خطاء نمبر ٦٥:

ماہِ رمضان کی راتوں میں بکثرت بازاروں کے چکر لگانا خاص طور پر خواتین کا بازاروں میں چلے جانا بہت بڑی خطا ہے۔ جب کوئی شرعی یا گھریلو ضرورت نہ ہو تو خواتین کا گھر میں رہنا لازم اور واجب ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى٥ (٦٤)

(٦٢)......صحیح ابن حبان معہ الاحسان، جلد:١، صفحہ:١٤٥، حدیث نمبر:٧٢

(٦٣)......المعجم الکبیر، جلد:٢، صفحہ:٩٣، صحیح الجامع، حدیث نمبر:٥٣٢٢

(٦٤)......سورۃ الاحزاب، آیت:٣٣

اور گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلے دورِ جاہلیت کی طرح لوگوں کے سامنے آراستہ ہوکر نہ نکلو۔

اور کوئی شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک شہروں کا براترین مقام بازار ہیں کیونکہ وہاں ذکر خدا سے روکنے کے بے شمار ذرائع موجود ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اللہ کے نزدیک شہروں کی محبوب ترین جگہ مسجدیں اور بری جگہیں وہاں کے بازار ہیں۔(۶۵)

کیونکہ وہاں پر بے پردگی کے جراثیم، آراستہ و پیراستہ نوجوان لڑکیاں، مردوں اور عورتوں کا اختلاط، غیر محرموں سے نظر بازی، غیبت و چغلی سمیت بے شمار قبائح ہیں جو انسان کو راہِ خدا سے بھٹکا دیتے ہیں۔

اس بات میں بھی شبہ نہیں ہے کہ خواتین بازار جانے کی محتاج ہیں، خاص طور پر آج کے دور میں تو مردوں کو بازاروں سے ایسے دور رکھا جاتا ہے جیسے آگ کو پٹرول سے دور رکھتے ہیں، اور اشیاء کی خریداری کا جو تجربہ خواتین کو ہے مردوں کو اس کا عشرِ عشیر بھی شاید معلوم نہ ہو، اس بنا پر خواتین کا بازار جانا ایک ضرورت بن چکا ہے، اس کیلئے چاہئے کہ وہ کسی محرم کے ساتھ باپردہ جائیں اور اس کیلئے کسی مناسب وقت کا انتخاب کریں، مثلاً نماز ظہر سے پہلے پہلے یا نماز عصر کے بعد شام سے پہلے تک۔ اور اللہ تعالیٰ ہر بہن بیٹی کی حفاظت فرمائے۔

---

(۶۵) ...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۶۷۱

باب ہفتم......☆

تلاوت قرآن مجید کے متعلق خطائیں

خطاء نمبر ٦٦:

بعض ایسے بھی لوگ ہیں کہ پورا مہینے گزر جاتا ہے لیکن انہیں آیات قرآنیہ میں سے ایک آیت کی تلاوت کرنے کی بھی سعادت نصیب نہیں ہوتی اور یہ بہت بڑی خطاء ہے۔

روزہ دار کو چاہیے کہ قرآن مجید کی تلاوت سے اپنا سینہ روشن کرے اور اپنی توفیق کے مطابق ایک دو یا تین مرتبہ قرآن مجید کو مکمل کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (۱)

یہ مبارک کتاب ہم نے آپ پر نازل کی ہے تاکہ عقل والے اس میں غور وفکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

---

(۱)......سورۃ ص، آیت: ۲۹

تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔(۲)

مسلمان پر لازم ہے کہ قرآن مجید کو بالکل ہی چھوڑ کر نہ بیٹھ جائے، اور خاص طور پر اس مبارک مہینے میں تو بالکل نہ چھوڑے کیونکہ قرآن مجید کو اسی ماہِ مبارک میں نازل کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ ٥ (۳)

ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کو نازل کیا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے بھی قرآن مجید کو لازم پکڑنے کی وصیت فرمائی (۴) اور ہمارے اسلاف کرام کا طریقہ کار بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے، وہ لوگ رمضان المبارک میں علمی مجالس کو چھوڑ کر قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

خطاء نمبر ۶۷:

بعض لوگوں کا رمضان المبارک یا دیگر مہینوں میں تلاوت قرآن کے اجر سے لاعلم رہنا بھی بڑی محرومی اور خطاء ہے۔ بے شک قرآن مجید کو پڑھنے کی بڑی فضیلت اور اجر عظیم ہے۔ اس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

---

(۲)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۳۹

(۳)......سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۵

(۴)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۳۴

☆......تلاوت قرآن مجید کے وقت سکینہ اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اسید بن حضیر سے فرمایا جبکہ وہ تلاوت کلام پاک میں مصروف تھے "یہ فرشتے ہیں جو تیری آواز سننے کیلئے قریب قریب ہو گئے ہیں" (۵)، اور اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سکینہ ہے جو تلاوت قرآن مجید کے وقت نازل ہوتا ہے۔ (۶)

☆......قرآن مجید کی تلاوت کرنا شیطان سے حفاظت کا باعث ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

جس نے آیۃ الکرسی پڑھی تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے اور شیطان کو اس کے قریب نہیں آنے دیتا حتی کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (۷)

☆......تلاوت قرآن کرنے والا ابراروں کا ساتھی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قرآن مجید پڑھنے والا ماہر قاری نیکوکار رسولوں کے ساتھ ہے اور جو قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرے اور وہ اس پر مشکل ہو جائے (یعنی اٹک اٹک کر پڑھے) تو اس کیلئے دو اجر ہیں۔ (۸)

---

(۵)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۳۰......صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۷۹۶

(۶)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۲۴

(۷)......جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۴۷۲۳

(۸)......جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۲۵

☆......قرآن مجید پڑھنے والے کو ہر حرف کے بدلے نیکی ملتی ہے اور پھر اس نیکی کا اجر دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کیلئے ایک نیکی ہے اور وہ نیکی دس گنا تک بڑھ جاتی ہے اور میں نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے ''لام'' ایک حرف ہے اور ''میم'' ایک حرف ہے۔ (۹)

خطاء نمبر ۶۸:

کسی عام (آنے جانے والے) گھر میں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا بھی خطاء ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

قرآن مجید کو جہراً پڑھنے والا کھلے عام صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور سرًّا پڑھنے والا چھپ کر صدقہ دینے والے کی مثل ہے۔ (۱۰)

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

بلند آواز سے تلاوت کرنے والا کھلے عام صدقہ دینے والے کی مثل ہے

---

(۹)......جامع ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۲۷

(۱۰)...... السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: ۳، صفحہ: ۱۳...... جامع ترمذی، جلد: ۵، صفحہ: ۱۸۰......سنن النسائی، جلد: ۳، صفحہ: ۲۲۵

اور آہستہ تلاوت کرنے والا چھپا کر صدقہ دینے والے کی مثل ہے۔(۱۱)

اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت آہستہ کرنا افضل ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ نے تلاوت قرآن مجید کو صدقہ پر قیاس کیا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنْ تُبْدُوْا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ o (۱۲)

اگر تم اعلانیہ طور پر صدقات ادا کرو تو بھی اچھا ہے اور اگر ان کو چھپا کر ادا کرو اور فقراء کو دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

اس آیت میں صدقات کو اعلانیہ اور چھپا کر دونوں طرح ادا کرنے کو درست قرار دیا گیا ہے البتہ چھپا کر دینے کو بہتر فرمایا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تلاوت قرآن مجید بلند آواز سے کرنا بھی جائز ہے اور آہستہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ اعتدال کے ساتھ تلاوت کی جائے نہ بہت بلند آواز سے کہ کسی کو اذیت و تکلیف پہنچے اور نہ بالکل آہستہ آواز میں۔ کم از کم اتنی آواز ہو کہ تلاوت کرنے والے کے اپنے کانوں تک پہنچ جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(۱۱)……الشعب الایمان، جلد:۳، صفحہ:۴۵۶……المستدرک للحاکم، جلد:۱، صفحہ:۵۵۵

(۱۲)……سورۃ البقرہ، آیت:۲۷۱

خطاء نمبر ٦٩:

بعض لوگوں کا قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے پر بہانے سنانا بھی بڑی غلطی ہے۔

☆ ...... بعض لوگ کہتے ہیں ہم قرآن مجید پڑھنا نہیں جانتے اگر پڑھتے ہیں تو مشکل پیش آتی ہے، ایسا کہنا بڑی خطا ہے۔ قرآن مجید کو مشکل کے ساتھ پڑھنا جائز بلکہ مشروع ہے اور نبی کریم ﷺ نے ایسے بندے کیلئے دو اجر عطا کئے جانے کا ارشاد فرمایا ہے۔

☆ ...... بعض لوگ چند سورتوں کو خاص کر لیتے ہیں اور بار بار انہیں سورتوں کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، یہ درست اور جائز عمل ہے۔ لوگوں کا اس کو ناجائز کہنا اور اس میں تردد کرنا خطا ہے۔ قاری قرآن کیلئے جائز ہے کہ قرآن کو شروع سے پڑھے یا درمیان سے، یا چھوٹی سورتوں کی تلاوت کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ ...... قرآن مجید کی تلاوت کیلئے مناسب وقت کو خاص کرنا درست ہے اور لوگوں کا اس کو ناجائز کہنا خطا ہے۔ بندہ اپنی مصروفیت کے پیش نظر جس وقت کو مناسب سمجھے تلاوت کیلئے مختص کر سکتا ہے۔

خطاء نمبر ٧٠:

ماہِ رمضان کے آخری دنوں میں بعض لوگوں تلاوت کو ترک کر دیتے ہیں

اور یہ بڑی واضح غلطی ہے۔ ہم نے ایسے روزہ داروں کو دیکھا ہے جو ابتدائے رمضان میں بڑی لگن اور کوشش کے ساتھ تلاوت کلام پاک کرتے ہیں لیکن جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں ان کی تلاوت میں کمی آتی جاتی ہے حتیٰ کہ وسط رمضان تک بہت حد تک کمی اور آخری دنوں میں تلاوت کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا غلطی ہے اور بڑی محرومی کا باعث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دو آدمیوں کے سوا کسی پر حسد کرنا جائز نہیں ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا اور وہ رات دن اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔ اس آدمی کا پڑوسی سن کر کہتا ہے ''کاش مجھے بھی اس جیسی نعمت میسر ہوتی تو میں بھی ایسا ہی عمل کرتا جیسا یہ کرتا ہے......'' (۱۳)

خطاء نمبر ۱۷:

تلاوت قرآن مجید میں جلدی کرنا اور تیز تیز پڑھتے چلے جانا بھی خطاء ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ○ (۱۴)

اور قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

---

(۱۳)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۷۳۸

(۱۴)......سورۃ المزمل، آیت: ۴

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا يَقُولُ عَزَّوَجَلَّ وَ بَيِّنِ الْقُرْآنَ إِذَا قَرَأْتَهُ تَبْيِينًا وَتَرَسَّلْ فِيهِ تَرَسُّلًا وَاقْرَأْهُ قِرَاءَةً بَيِّنَةً وَبَيِّنْهُ بَيَانًا۔(۱۵)

اللہ رب العزت کا فرمان ''وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ' اس کا مطلب ہے تلاوت کے وقت قرآن مجید کو خوب ظاہر کرنا اور نہایت آہستگی سے قرأت کرنا اور خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرنا۔

مختار الصحاح میں ہے:

''الترتیل فی القرآن'' کا مطلب ہے، قرأت میں آہستگی اختیار کرنا اور خوب واضح کرنا۔

ابوالعباس ثعلب کہتے ہیں:

میرے علم کے مطابق ''ترتیل'' کا معنی صرف تحقیق، تبیین اور تمکین ہے۔ تبیین، جلدی جلدی قرأت کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ تمام حروف کو کھول کھول کر وضاحت سے پڑھنے اور مد وغیرہ کا لحاظ رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ضحاک کہتے ہیں:

ایک ایک حرف کو الگ الگ کر کے کھول کر پڑھنے کا نام ''ترتیل'' ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت بھی بالکل ایسی ہی ہوا کرتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۵)...... تفسیر قرطبی، جلد: ۲۹، صفحہ: ۸۰

تلاوت کرتے ہوئے حروف اور الفاظ کو خوب کھول کر وضاحت سے پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی قرأت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ایک ایک حرف کو الگ الگ پڑھ کر بتایا۔ (۱۶)

خطاء نمبر ۷۲:

قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے آنسو بہانا اچھا اور محمود طریقہ ہے لیکن اس قدر بلند آواز سے رونا کہ مسجد میں موجود لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں، یہ خطاء ہے۔

خطاء نمبر ۷۳:

ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ کچھ لوگ تلاوت کے دوران دائیں بائیں بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کرتے رہتے ہیں اور جب ان سے جی بھر جائے تو مسجد کے دوسرے کنارے پر چلے جاتے ہیں تاکہ وہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے گفت وشنید کر سکیں۔ ایسا کرنے سے وہ دو خطاؤں کا مرتکب ہوتا ہے:

---

(۱۶)......الجامع للترمذی، حدیث نمبر: ۲۹۲۳......السنن للنسائی، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۱......اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ، صفحہ: ۱۹۶......شرح السنۃ للبغوی، جلد: ۴، صفحہ: ۴۸۲......المسند للامام احمد، جلد: ۶، صفحہ: ۲۹۴......خلق افعال العباد للبخاری، صفحہ: ۲۳......المستدرک، جلد: ۱، صفحہ: ۳۱۰......السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد: ۲، صفحہ: ۱۳......المعجم الکبیر، جلد: ۲۳، صفحہ: ۲۹۲......المصنف لعبد الرزاق، جلد: ۲، صفحہ: ۳۸

☆ ...... پہلی یہ ہے کہ وہ کسی سے بات کرنے کیلئے تلاوت قرآن کو ترک کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید کو دنیا جہاں کے تمام کلاموں پر فضیلت حاصل ہے، اور اس بات کا یقین رکھنا لازم وضروری ہے۔

☆ ...... دوسری خطاء یہ ہے کہ کثرت کلام کی وجہ سے بعض اوقات یہ شخص غیبت اور چغلی جیسی قبیح برائی کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆

باب ہشتم……☆

رمضان المبارک میں بچوں کے متعلق خطائیں

خطاء نمبر ۷۴:

بچوں کیلئے روزے کا اہتمام نہ کرنا: ہم نے دیکھا ہے کہ بعض والدین اپنی اولاد کیلئے روزے کا اہتمام نہیں کرتے، نہ انہیں روزہ رکھنے کا کہتے اور نہ ہی انہیں روزہ نہ رکھنے پر ڈانٹتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی خطا ہے، والدین پر لازم ہے کہ اپنی بالغ اولاد کو روزہ رکھنے کا حکم دیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o (۱)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نشئی کو پیٹا اور فرمایا "تجھ پر افسوس ہے، ہمارے بچے بھی روزے رکھتے ہیں (اور تم بڑے ہو کر بھی نہیں رکھتے)" (۲)

---

(۱)……سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۲

(۲)……صحیح بخاری، باب: صوم الصبیان، جلد: ۲، صفحہ: ۱۹۲

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو بھی روزے رکھوانے چاہئے اور جو بڑا ہو کر بھی نہ رکھے اسے مارنا چاہئے، فتح الباری میں ہے:

حضرت عمر نے روزے نہ رکھنے والے کو جھڑ کا پھر فرمایا:

تم روزہ کیسے نہیں رکھتے حالآنکہ ہمارے تو بچے بھی روزہ رکھتے ہیں، پھر آپ کے حکم سے اس کو ۸۰ کوڑے مارے گئے اور پھر ملک بدر کر کے شام بھیج دیا۔(۳)

خطاء نمبر ۷۵:

بچوں کو روزے رکھنے کا عادی نہ بنانا اگرچہ وہ سات سال سے کم عمر ہی ہو، بڑی خطاء ہے۔ مستحب ہے کہ بلوغت سے قبل بچوں کو روزہ رکھنے کا عادی بنایا جائے، حضرت ربیع بنت معوذہ فرماتی ہیں:

ہم اپنے بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے اور ہم نے ان کے کھیلنے کیلئے ایک گڑیا بنائی ہوتی، جب بچہ کھانے کیلئے روتا تو ہم اسے وہ گڑیا دے دیتے، ہم اسی طرح کرتے رہتے حتی کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔(۴)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

یہ حدیث بچے کو روزہ رکھوانے کیلئے اس کی آزمائش کرنے پر دلیل ہے۔

(۳)...... فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد:۹، صفحہ:۲۸۔۲۹

(۴)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۵۹ صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۱۳۶

کیونکہ اس حدیث میں اتنی عمر کے بچوں کا ذکر ہے جو شریعت کے مکلف نہیں ہوتے تو اس سے یہی ظاہر ہے کہ ایسا ان کی تربیت اور آزمائش کیلئے کیا جاتا تھا۔(۵)

ابن سیرین، قتادہ، زہری اور عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں:

جب بچہ روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو اسے روزے کا حکم دینا چاہئے۔(٦)

خطاء نمبر ٧٦:

بچوں پر روزے کو لازم قرار دینا: یہ صریح غلطی ہے کیونکہ شرعاً جب تک بچہ بالغ نہ ہو جائے اس پر فرائض کی ادائیگی لازم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے کسی فعل کا تعلق گناہ کے ساتھ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے:

(۱) سویا ہوا، جب تک کہ بیدار نہ ہو جائے۔

(۲) مجنون، جب تک کہ ہوش میں نہ آجائے۔

(۳) بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے۔(۷)

---

(۵)......فتح الباری، جلد:۹، صفحہ:۳۰

(٦)......معجم فقہ السلف، جلد:۴، صفحہ:۵۲

(۷)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۳۶۹۸......سنن نسائی، حدیث نمبر:۳۲۱۰......سنن دارمی، حدیث نمبر:۲۳۰۱......نصب الرایہ، جلد:۴، صفحہ:۱۶۱-۱۶۲

اگر یہ کہا جائے کہ حدیث پاک میں ہے ''جب بچہ تین روزوں کی طاقت رکھے تو اس پر رمضان المبارک کے روزے واجب ہیں'' تو اس کا جواب دو طریقوں سے دیا جا سکتا ہے:

(۱)…… یہ حدیث مرسل ہے، اسے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔۔

(۲)…… اگر بالفرض اس حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو یہ استحباب پر محمول ہوگی، اور اس میں ''وجوب'' کا ذکر کرنا استحباب کی تاکید کیلئے ہے جس طرح کہ اس حدیث میں ہے ''جمعہ کا غسل کرنا ہر بالغ شخص پر واجب ہے'' (۸) حالانکہ یہ غسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خطاء نمبر ۷۷:

بعض مواقع پر بچوں کو لہو ولعب کے سامان کے پاس تنہا چھوڑ دینا، مثلاً ٹیلی ویژن، ریڈیو، انٹرنیٹ، ڈیک اور رسائل وجرائد وڈائجسٹ وغیرہم۔ ان کی وجہ سے بچہ دینی اور دنیاوی امور سے بے نیاز ہو جاتا ہے، ایسے ماحول میں بچے کو برائی سے روکے اور نیکی کا سبق دیے بغیر تنہا چھوڑ دینا بہت بڑی خطاء ہے۔ کئی ایک والدین اس غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں اور خاص طور پر اس مبارک مہینے میں تو والدین کو چاہیئے اپنے اولاد کیلئے صالح بننے اور ان کو بنانے کی کوشش کریں، اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو اس کے متعلق ضرور باز پرس کی جائے گی، ارشاد

---

(۸)…… المغنی لابن قدامہ، جلد: ۳، صفحہ: ۱۵۴

باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۝ (۹)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو، اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (۱۰)

خطاء نمبر ۷۸:

ہم نے بعض لوگوں کو سنا ہے کہ اپنے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں، اور یہ خطاء ہے۔

اگر بچہ روزہ رکھنے پر قادر ہو اور اس کا متحمل ہو سکتا ہو تو والدین پر لازم ہے کہ اسے روزہ رکھنے پر ابھاریں اور اس کی ترغیب دلائیں تاکہ بچے کو روزے کی عادت پڑے اور اس کی نشو ونما اسلامی شعائر پر ہو سکے۔ ہمارے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیاں راہنماء ہیں، وہ لوگ اپنے بچوں کو اس کا عادی بنایا

(۹)......سورۃ التحریم، آیت: ۶

(۱۰)......صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۸۵۳

کرتے تھے۔ اس لئے والد کی ذمہ داری ہے کہ بچے کو روزہ رکھنے کے فوائد سے آگاہ کرے اور نہ رکھنے پر اللہ کی ناراضگی کا خوف دلائے۔

خطاء نمبر ۷۹:

اکثر والدین اس بات سے لاعلم ہیں کہ اگر رمضان المبارک کے دنوں میں ان کی اولاد بالغ ہو جائے تو وہ کیا کریں۔ اور لامحالہ یہ ایک بڑی خطاء اور قابل گرفت جرم ہے۔ لہٰذا والدین یاد رکھیں ماہِ رمضان میں دن کے وقت اگر ان کی اولاد بالغ ہو جائے تو وہ کیا کریں۔

(۱)...... اگر بلوغت سے قبل بچہ روزہ سے تھا تو بلوغت کے بعد وہ اپنے روزے کو پورا کرے، بلوغت سے قبل اس کا روزہ نفلی تھا اور بلوغت کے بعد اس کا روزہ فرض ہے۔

(۲)...... اور اگر بچہ دن کے وقت بالغ ہوا اور اس نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا تو اس پر واجب ہے کہ باقی کا دن کھانے پینے سے رک جائے، کیونکہ اب وہ شرعاً مکلف ہو چکا ہے۔ لیکن اس دن کے روزے کی قضا اس پر لازم نہیں ہے کیونکہ روزہ رکھنے کے وقت (یعنی سحری کے وقت) وہ مکلف نہیں تھا۔ (۱۱)

---

(۱۱)...... بچے کے بالغ ہونے کی چند علامات ہیں۔ اگر لڑکا ہے، داڑھی یا زیر ناف بالوں کا اُگ جانا بلوغت کی علامت ہے، یا شہوت کے ساتھ منی کا ٹپک کر نکلنا اور اگر ان میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو رہی ہو تو پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ متصور ہوتا ہے۔ اور اگر لڑکی ہو تو

خطاء نمبر ۸۰:

کچھ لوگ احتیاط کے پیش نظر بچے کے روزے کی قضا کو واجب سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی ہے، کیونکہ قضاء صرف روزے کے مکلّف پر لازم ہوتی ہے غیر مکلّف پر نہیں اور بچہ بلوغت سے قبل غیر مکلّف ہوتا ہے اور اسے روزے کو ادا کرنے کا حکم نہیں ہوتا۔ اور دوسرا اس لئے بھی اس پر قضاء لازم نہیں ہے کہ اگر اس کیلئے قضاء کو لازم قرار دیا جائے تو لامحالہ ادا کا وجوب بھی ثابت ہو جائے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (۱۲)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔

بالغ لوگ ہی مکلّف ہیں اور اس آیت کے مخاطبین میں شامل ہیں۔

حیض کا خون آجانے یا سینے کے ابھار سے اس کا بالغ ہونا ظاہر ہوگا اور اور اگر یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال کی لڑکی بالغ تصور کی جائے گی۔ لڑکے کی بلوغت کی کم از کم عمر بارہ سال اور لڑکی کی کم از کم عمر نو سال ہے۔ اگر اتنی عمر کا لڑکا یا لڑکی بلوغت کا دعوی کریں اور ظاہری علامات اس کے خلاف نہ ہوں تو ان کی بات کو قبول کیا جائے گا اور بلوغت کا حکم لگایا جائے گا

(۱۲)……سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۸۲

باب نہم......☆

ماہِ رمضان میں مریضوں کے متعلق خطائیں

چند ضروری باتیں:

☆......مریض، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت یافتہ ہے، اس لئے روزہ چھوڑنے پر اس پر صرف قضاء لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے۔

☆......ہر دوائی جو پیٹ میں داخل ہو، وہ مغذی (غذا والی ہو) یا غیر مغذی، روزے کو توڑ دیتی ہے۔

☆......ایسا مریض جسے شفاء یاب ہونے کا یقین ہو چکا ہو، وہ روزہ چھوڑ دے اور ہر روزے کے بدلے، ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

☆......اگر کسی مریض نے رخصت کے باوجود مشقت برداشت کرتے ہوئے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ درست ہے۔

خطاء نمبر ۸۱:

بعض مریضوں کا مرض کے باوجود مشقت برداشت کر کے روزہ رکھنے پر اصرار کرنا بھی خطاء ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مریض کیلئے رخصت عطا فرمائی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور تندرست ہونے کے بعد اس کی قضاء کر لے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ○ (۱)

تم میں سے جو اس مہینے کو پائے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو تو وہ بعد میں اس گنتی کو (قضاء کر کے) پورا کر لے۔

اس آیت میں مریض کیلئے رخصت بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصت سے فائدہ نہ لینا بڑی خطاء ہے۔ (البتہ اگر کسی نے مرض کے باوجود روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔)

خطاء نمبر ۸۲:

بعض لوگوں کا مریض کے بارے میں شرعی ضابطے (یعنی کب مریض کیلئے روزہ رکھنا درست ہے کب درست نہیں) کی معرفت حاصل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرنا، خطاء ہے۔ اس کے متعلق چند باتیں حسب ذیل ہیں۔

اس بات کو جانچنے کا کوئی شرعی ضابطہ نظر سے نہیں گزرا کہ کب مریض نے روزہ رکھنا ہے اور کب چھوڑنا ہے۔ بلکہ اس کے متعلق مریض خود اندازہ لگائے کہ اس کی طبیعت اسے روزہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں، گویا اپنے معاملے میں مریض خود ضابط (ضابطہ مقرر کرنے والا) ہے، اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔

☆......اگر مریض کی طبیعت پر روزہ رکھنا گراں گزرتا ہے اور اس سے

(۱)......سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۵

نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے مثلاً روزہ رکھنے سے اس کا مرض بڑھ جائے گا یا شفاء ہونے میں تاخیر ہو جائے گی تو اس حالت میں وہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں قضاء کر لے۔

☆......اگر اس کو ایسا مرض لاحق ہے جس کے سبب روزہ گراں نہیں گزرتا اور نہ ہی روزہ رکھنے سے کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو اسے روزہ رکھ لینا چاہئے، مثلاً داڑھ میں درد، انگلی میں درد، سر میں ہلکا درد، ظاہری چھوٹا سا زخم، یا ہلکی سی پھنسی یا پھوڑا وغیرہ۔

خطاء نمبر ۸۳:

بعض مریضوں کا یہ سمجھ لینا کہ روزہ رکھ لینے کے بعد توڑنا جائز نہیں ہے، خطاء ہے۔ اگر مریض کو روزہ رکھنے کے بعد تکلیف اور اذیت محسوس ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ روزہ توڑ لے اور بعد میں اس کی قضاء کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۝ (۲)

جو مریض یا مسافر ہیں وہ بعد میں گنتی پوری کر لیں۔

اس آیت میں مریض کیلئے مطلقاً روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے اور اسے کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا، لہذا جب بھی مریض کو خطرہ محسوس ہو وہ روزہ توڑ کر اپنے لئے سہولت کو اختیار کر سکتا ہے۔

---

(۲)......سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۵

خطاء نمبر ۸۴:

بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ انجیکشن (ٹیکا) لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خطا ہے۔ (انجیکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں اس کی مکمل وضاحت صفحہ: ۵۲ پر ملاحظہ فرمایئے۔)

خطاء نمبر ۸۵:

بعض مریضوں کا ماہِ رمضان میں دن کے وقت قطرے استعمال کرنا، اور ان کے حکم سے ناواقف ہونا، خطاء ہے۔

عام طور پر موجودہ دور کے اہل فتاویٰ کی رائے یہ ہے کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ آنکھ اور حلق کے درمیان کوئی منفذ (Route) نہیں ہے اور ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ناک کا مسئلہ بالکل واضح ہے، قدیم فقہاء کی رائے یہ تھی کہ چونکہ کان اور معدے کے درمیان منفذ (Route) ہے اس لئے کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن جدید طبی تحقیق اور علم تشریح الاعضاء کی رو سے یہ رائے درست نہیں ہے، جدید تحقیق یہ ہے کہ آنکھ اور حلق کے درمیان منفذ ہے اور کان اور حلق کے درمیان منفذ نہیں ہے لہذا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۳)

---

(۳)......تفہیم المسائل، مفتی منیب الرحمٰن ہزاروی، جلد: ۱، صفحہ: ۱۹۲

خطاء نمبر ۸۶:

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی مریض کو خون دینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، یہ خطاء ہے۔ کسی مریض کو دینے کیلئے یا ٹیسٹ کیلئے خون نکالنا جائز ہے اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اتنا خون نہ نکالا جائے جس سے روزے کی استطاعت باقی نہ رہے۔

خطاء نمبر ۸۷:

بعض لوگ نزلہ، زکام میں Vicks لگاتے ہیں، ان کا اس کے حکم سے نا آشنا ہونا خطاء ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ Vicks ایک طرح کا کیمیکل ہوتا ہے، اسے جب ناک کے نتھنوں کے اندر لگاتے ہیں تو کیمیکل کے اجزاء ناک حلق کے ذریعے اندر جاتے ہیں لہٰذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

البتہ ایسی ویکس کو سر درد کی صورت میں پیشانی پر لگائی جاتی ہے، یا کسی اور عضو میں درد ہو تو اس پر لگا کر مساج کرتے ہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ بدن کے مساموں کے ذریعے، پانی، تیل یا کوئی اور چیز اندر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (۴)

(۴) ..... تفہیم المسائل، صفحہ: ۱۹۱۔۱۹۲

خطاء نمبر ۸۸:

کچھ لوگوں کا یہ سمجھنا کہ مسواک یا برش کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خطاء ہے۔

روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے بلکہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا سنت اور باعث جزاء ہے۔ برش کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اتنی احتیاط ضرور کرنی چاہئے کہ پاؤڈر یا پیسٹ کے ذرات حلق میں نہ جائیں۔(۵)

خطاء نمبر ۸۹:

بعض مریضوں کا یہ سمجھنا کہ دانتوں کی صفائی کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خطاء ہے۔ دانتوں کو صاف کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا چاہے ڈاکٹر کرے یا مریض خود کرے لیکن حلق میں کسی چیز کے چلے جانے سے احتراز کرنا ضروری ہے ۔مثلاً پانی یا پیسٹ وغیرہ کے اجزاء یا خون وغیرہ۔

خطاء نمبر ۹۰:

بعض مریضوں کا اس بات سے لاعلم ہونا کہ قے (الٹی) آجائے تو روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں، خطاء ہے۔ قے کے متعلق چند باتیں درج ذیل ہیں۔

۔قے آنے کی دو حالتیں ہیں۔

---

(۵)......المصدر السابق

☆ ...... جس پر قے غالب آ گئی اور وہ روزے سے تھا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹا اور نہ ہی اس کی قضا ہے۔ کیونکہ اس میں اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔

☆ ...... جس نے اپنے ارادے سے قے کی جس طرح بعض لوگ گلے میں انگلی وغیرہ ڈال کر قے لانے کی کوشش کرتے ہیں، تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر قضاء بھی لازم ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس پر قے غالب آ گئی اس پر قضاء نہیں اور جو خود قے کو لایا اس پر قضاء لازم ہے۔(۶)

خطاء نمبر ۹۱:

رمضان کے بعد بعض مریضوں کا قضاء میں سستی سے کام لینا خطاء ہے۔ جب مریض کو شفاء مل جائے تو رمضان کے روزوں کی قضاء دینے میں جلدی کرنی چاہئے، اس کی تین وجہیں ہیں:

☆ ...... وہ نہیں جانتا کہ شفاء کے بعد اس پر کوئی اور مصیبت آنے والی ہے یا نہیں۔ (لہذا موقع غنیمت جانتے ہوئے، روزوں کی قضا کرلے)

☆ ...... جتنی جلدی قضاء کرلے گا اتنی جلدی اپنے فرض سے سبکدوش ہو

---

(۶) ...... سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۰۸۴ ...... سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۳۵۹ ...... المستدرک، جلد: ۱، صفحہ: ۴۲۷

جائے گا۔

☆......قضاء میں جلدی کرنا تکلیف سے عہدہ برآ ہونا ہے، سو قضاء میں سستی کرنے سے بچو۔

خطاء نمبر ۹۲:

مریض کے وفات پا جانے کے بعد اس کی طرف سے قضاء کرنے اور کھانا کھلانے کو واجب قرار دینا، خطاء ہے۔ ایسے مریض پر نہ قضاء لازم ہے اور نہ کھانا کھلانا، وہ ماہِ رمضان میں وفات پا گیا ہو یا اس کے بعد، کیونکہ وہ شرعی معذور تھا۔

ہاں البتہ اگر مریض کو شفاء نصیب ہو گئی تھی لیکن وہ قضاء کو کل پر ٹالتا رہا حتی کہ اس کی وفات ہو گئی تو بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے ایک مُد کھانا ہر دن کے بدلے میں ادا کرے۔ (میت کی طرف سے اس کا ولی روزہ نہیں رکھ سکتا، اس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔)

خطاء نمبر ۹۳:

بعض مریضوں کا ان دنوں کی قضاء کرنا جن کا کفارہ ادا کر دیا گیا ہو، خطاء ہے۔ کسی شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا جس سے شفاء ملنے کی امید نہ ہو تو ہر روزے کے بدلے فدیہ ادا کرے یعنی کسی مسکین کو کھانا کھلائے۔ اور اگر بعد میں اسے شفاء مل جائے تو جن دنوں کا کفارہ ادا کیا تھا ان کی قضاء لازم نہیں ہے بلکہ جو

دن اس کے باقی رہ گئے ہیں ان کی قضاء کرے۔ کیونکہ فدیہ ادا کرنے سے وہ بری الذمہ ہو چکا ہے۔ (۷)

خطاء نمبر ۹۴:

بعض مریضوں کا وجوب فدیہ میں تساہل برتنا: اور فدیہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ مریض پر لازم ہے کہ فدیہ ادا کرے کیوں کہ وہ شیخ فانی کے حکم میں ہے اور اس کی صحت قیاس پر موقوف ہے، ہوسکتا ہے وہ صحت یاب ہو جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نہ ہو۔ لہذا اسے چاہئے کہ فدیہ ادا کرے اسی میں احتیاط بھی ہے اور ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا بھی۔

خطاء نمبر ۹۵:

بعض مریضوں کا تنگدستی کے باوجود پورا پورا فدیہ ادا کرنے کی کوشش کرنا خطاء ہے۔ حکم یہ ہے کہ اگر وہ فدیہ دینے پر قادر ہے تو فدیہ دے اور اگر وہ فدیہ دینے کیلئے کوئی چیز نہیں پاتا مثلاً وہ تنگدست ہے تو فدیہ نہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۝

اللہ تعالیٰ طاقت کے مطابق ہی بوجھ ڈالتا ہے۔

---

(۷)...... المغنی، جلد: ۳، صفحہ: ۱۴۱

اور ارشاد خداوندی ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ○

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور مشکل نہیں چاہتا۔

ماہِ رمضان میں مسافروں کی خطائیں:

بعض لوگ جب ماہِ رمضان میں سفر کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں چند سوال پیدا ہوتے ہیں:

کیا کوئی شرعی ضابطہ ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ مسافر نے کب روزہ چھوڑنا ہے اور کب رکھنا ہے؟

کتنا سفر ہے جس کی نیت کرنے سے روزہ چھوڑنا درست ہے؟

سفر افطار (۸) کے علاوہ کسی بھی سفر پر نکلنے سے روزہ چھوڑنا جائز ہے، چاہے سفر علاج ہو، سفر جہاد ہو، سفر تجارت ہو یا سفر سیاحت ہو۔ اسی طرح چاہے سفر مشکل ہو یا آسان، ہر صورت میں مسافر کیلئے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں اس کی قضاء کرلے، اس پر تمام سلف وخلف مسلمانوں پر اجماع ہے۔ (۹)

(۸)...... سفر افطار سے مراد ایسا سفر جو صرف اس غرض سے اختیار کیا جائے کہ روزے چھوڑنے کی رخصت مل جائے گی، ایسا کرنا بہت بڑی خطاء اور گناہِ عظیم ہے۔

(۹)...... ہمارے (احناف کے) نزدیک سفر کی مقدار تین دن کی مسافت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ (صحیح بخاری، جلد:۱، صفحہ:۱۴۷)

خطاء نمبر ۹۶:

بعض لوگ مسافر کو روزہ چھوڑنے پر برا بھلا کہتے ہیں اور اس عمل کو معیوب خیال کرتے ہیں، ایسا رویہ اختیار کرنا خطاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار عطا فرمایا ہے چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے، حضرات صحابہ کرام نے کبھی بھی کسی کے ایسے عمل کو معیوب نہیں سمجھا، حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں:

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے اور روزہ رکھنے والے نے کبھی نہ رکھنے والوں کو اور روزہ چھوڑنے والوں نے کبھی روزہ رکھنے والوں کو برا نہیں سمجھا۔ (۱۰)

اسی طرح حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ اور آپ کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مرضی ہے تو روزہ رکھ لو

تین دن کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ ہے، جو ۵۴ شرعی میل اور انگریزی میل کے حساب سے اکسٹھ میل، دو فرلانگ اور بیس گز ہے۔ اور یہ تقریباً ۹۸.۷۳۴ کلومیٹر کا سفر بنتا ہے۔ لہٰذا اتنے سفر کی نیت سے جو شخص نکلے اس کیلئے روز چھوڑنا (جائز اور بعد میں اس کی قضاء کرنا) واجب ہے۔

(۱۰)...... صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۴۵...... صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۱۸

اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔(۱۱)

خطاء نمبر ۹۷:

دوران سفر ایسی حالت میں روزہ رکھ لینا جس میں بندے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، خطاء ہے۔ ایسی صورت میں روزے دار کو چاہئے کہ اپنی حالت پر غور کرے اور دیکھے کہ اس کیلئے کونسا عمل بہتر ہے۔ اسکی تین صورتیں بنتی ہیں:

☆......اس کیلئے روزہ رکھنا مشکل نہ ہو، تو قوی آدمی کیلئے روزہ رکھنا، چھوڑنے سے افضل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ (۱۲)

اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

☆......اس کیلئے روزہ رکھنا مشکل ہو، یا وہ اللہ کی طرف سے ملنے والی رخصت سے اعراض نہ کرنا چاہتا ہو تو روزے رکھنے کی بجائے چھوڑ دینا افضل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا○ (۱۳)

اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

---

(۱۱)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۴۱

(۱۲)......سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۴

(۱۳)......سورۃ البقرہ، آیت:۲۸۶

اور حدیث پاک میں ہے:

اللہ تعالیٰ رخصت کو عمل میں لانے کو محبوب رکھتا ہے جیسے وہ عزیمت کو عمل میں لانا محبوب جانتا ہے۔(۱۴)

☆......اگر روزہ رکھنے میں مشقت نہ ہو تو بندے کو اختیار ہے، چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔(۱۵)

خطاء نمبر ۹۸:

سفر سے واپس آ کر مسافر کا اپنے روزہ دار نہ ہونے کا کھلے بندوں اظہار کرنا، خطاء ہے۔ مسافر پر واجب ہے کہ جب وہ دن کے درمیان میں یا آخری حصے میں اپنے وطن لوٹ آئے تو باقی کا دن اپنے روزہ نہ رکھنے کو چھپا کر رکھے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دے کہ اس نے روزہ نہیں رکھا ہوا، اور کھانے پینے سے رک جائے یا چھپ کر کھائے، تاکہ کوئی جاہل شخص یا فاسق آدمی اسے دیکھ کر اپنے روزے کو نہ توڑ دے۔ خاص طور پر ایسا آدمی تو ضرور اپنے معاملے کو چھپا کر رکھے جو مقتداء و پیشواء ہو تاکہ اس کے پیرو کار فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱۴)......صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۳۵۵-۲۷۳۱......المعجم الکبیر، جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۲۳، حدیث نمبر: ۱۱۸۸۱

(۱۵)......فتح الباری، جلد: ۹، صفحہ: ۸

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ، إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ○ (۱۶)

اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

خطاء نمبر ۹۹:

بعض مسافروں کا واپسی کے دن روزہ نہ رکھنے والے (مسافروں) کا انکار کرنا، خطاء ہے۔ کیونکہ واپس لوٹنے والے مسافر کیلئے جائز ہے کہ واپسی کے دن کا روزہ نہ رکھے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عموم کی وجہ ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَر ○

تم میں سے جو مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ بعد میں گنتی پوری کر لے۔

یہ آیت مسافر کے جمیع احوال کیلئے ہے، اس میں واپس لوٹنے کی حالت کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ لہذا روزہ رکھنے یا نہ رکھنے والے ایک دوسرے کے عمل سے انکار نہ کریں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ''جس نے دن کے اول وقت میں کھالیا ہے تو وہ چاہے تو آخر وقت میں بھی کھالے'' یعنی جس آدمی کو (عذر کی بنیاد پر) دن کے اول حصے میں کھانے کی ظاہراً اور باطناً اجازت ہے، تو اسے اس بات کی بھی اجازت ہے کہ اپنی اس حالت کو دن کے آخر تک برقرار رکھے۔ (۱۷)

---

(۱۶)......سورۃ الحجرات، آیت: ۵

(۱۷)......المغنی لابن قدامہ، جلد: ۳، صفحہ: ۱۳۴

خطاء نمبر ۱۰۰:

بعض مسافروں کا دوران سفر رمضان المبارک شروع ہو جانے کے احکام سے لاعلم ہونا، خطاء ہے۔ اس مسئلہ میں مسافروں کی تین حالتیں ہوتی ہیں:

☆......پہلی حالت: جب رمضان المبارک شروع ہوا اور کوئی آدمی سفر میں ہے تو اس کے لئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، علامہ ابن قدامہ رقمطراز ہیں:

کسی شخص پر دورانِ سفر رمضان المبارک شروع جائے تو اس کیلئے روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف ہمارے علم میں نہیں ہے۔(۱۸)

☆......دوسری حالت: کوئی آدمی ماہِ رمضان کے دوران رات کے وقت سفر شروع کرے، تو جس رات وہ مسافر ہوا اس رات کی صبح اور بعد کے تمام دنوں کا روزہ چھوڑنا درست ہے، یہ عام اہل علم کا قول ہے۔(۱۹)

☆......تیسری حالت: جب بندے نے دن کے وقت سفر شروع کیا ہو تو روزہ چھوڑ دے، محمد بن کعب کہتے ہیں:

میں رمضان المبارک میں حضرت انس بن مالک ﷛ کے پاس آیا وہ کہیں سفر پر جانے کی تیاری کر رہے تھے، ان کیلئے کجاوہ تیار کر دیا گیا تو انہوں

---

(۱۸)......المغنی، جلد:۳، صفحہ:۱۰۰

(۱۹)......المصدر السابق......الانصاف للمرداوی، جلد:۳، صفحہ:۲۸۹

نے سفر کا لباس پہنا، پھر کھانا منگوا کر کھایا، میں نے عرض کیا جناب کیا یہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں سنت ہے، پھر آپ سوار ہو کر چلے گئے۔(۲۰)

خطاء نمبر ۱۰۱:

بعض لوگوں کا کہنا کہ سفر کم ہو یا زیادہ، اس میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے، خطاء ہے۔(یہ اہل ظواہر کا قول ہے) امام احمد کے نزدیک دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے، امام شافعی کے نزدیک بھی دو دن ہے اور امام مالک کے نزدیک ایک دن کی مسافت ہے۔ ہمارے (احناف) نزدیک سفر کی مقدار تین دن کی مسافت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔(۲۱)

تین دن کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ ہے، جو ۵۴ شرعی میل اور انگریزی میل کے حساب سے اکسٹھ میل، دو فرلانگ اور بیس گز ہے۔ اور یہ تقریباً ۹۸.۷۳۴ کلو میٹر کا سفر بنتا ہے۔

لہذا اتنے سفر کی نیت سے جو شخص نکلے اس کیلئے روز چھوڑنا (جائز اور بعد میں اس کی قضاء کرنا) واجب ہے۔

---

(۲۰)……جامع ترمذی، حدیث نمبر:۷۴۱

(۲۱)……صحیح بخاری، جلد:۱، صفحہ:۱۴۷

خطاء نمبر ۱۰۲:

بعض مسافروں کا روزہ افطار کرنے یا سحری کے وقت کھانے سے رکنے کیلئے اپنے اصلی وطن کے وقت کا اعتبار کرنا خطاء ہے۔

مثلاً ایک شخص روزہ رکھ کر اپنے شہر سے نکلا اور غروب کے وقت اپنے مطلوبہ شہر میں پہنچ گیا تو اب افطار اسی شہر کے وقت کے مطابق کرے گا نہ کہ جس شہر سے وہ آیا ہے وہاں کے وقت کے مطابق، کیونکہ سحری کرنے اور افطار کرنے کا تعلق صبح صادق اور غروب آفتاب کے ساتھ ہے نہ کہ کسی خاص شہر یا قصبے کے ساتھ۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

باب دہم......☆

صدقہ فطر کے بارے میں خطائیں

خطاء نمبر ۱۰۳:

بعض لوگ صدقہ فطر ادا کرنے میں تساہل وسستی سے کام لیتے ہیں اور یہ بہت بڑی خطاء ہے۔ کیونکہ صدقہ فطر کا ادا کرنا واجب ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم ﷺ نے ماہِ رمضان میں صدقہ فطر ایک صاع کھجور، یا جَو ادا کرنا لازم قرار دیا۔ ہر مسلمان آزاد یا غلام، مرد یا عورت، بچے یا بڑے کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے۔ (۱)

خطاء نمبر ۱۰۴:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صدقہ فطر عید کے دن نماز عید سے قبل ہی ادا کیا جا سکتا ہے، اس سے پہلے ادا کرنا درست نہیں، اور یہ ان کی خطاء ہے۔ صدقہ فطر کو یوم عید سے ایک دو دن پہلے ادا کرنا درست ہے، حضرت ابن عمرؓ کے متعلق مروی ہے کہ آپ صدقہ فطر کو ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔ (۲)

(۱)......صحیح بخاری وصحیح مسلم

(۲)......صحیح سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۴۲۱

بہتر یہی ہے کہ ایک دو دن پہلے ادا کر دیا جائے تا کہ فقیر اور مسکین لوگ عید کا سامان خرید سکیں اور خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

خطاء نمبر ۱۰۵:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نماز عید کے بعد فطرانہ ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے ، یہ خطاء ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صدقہ فطر کو نماز سے پہلے ادا کرنا چاہئے لیکن اگر کسی نے ادا نہیں کیا تو یہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا بلکہ اب بھی واجب ہی ہے اور جب تک ادا نہ کر دیا جائے اس کے ذمہ باقی رہے گا۔

خطاء نمبر ۱۰۶:

کچھ لوگ صدقہ فطر غیر مسلموں کو دے دیتے ہیں ، یہ بہت بڑی غلطی اور خطاء ہے۔ بہت سارے لوگ اسی خطاء کا شکار ہیں ، اور اپنی کسی غیر مسلم ملازمہ ، یا ڈرائیور وغیرہ کو ادا کر دیتے ہیں ، یاد رکھئے اس طرح صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا اور بدستور آدمی کے ذمے باقی رہتا ہے ، صدقہ فطر اور دیگر صدقات واجبہ صرف مسلمان فقیر کو ہی دیئے جا سکتے ہیں ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مالدار مسلمانوں سے صدقہ لے کر غریب مسلمانوں کو دو۔ (۳)

---

(۳) ...... صحیح بخاری ، جلد: ۲، صفحہ: ۵۰۵ ، حدیث نمبر: ۳۱۴۱ ...... صحیح مسلم ، جلد: ۲ ، حدیث نمبر: ۵۰

خطاء نمبر ۱۰۷:

بعض لوگ صدقہ فطر اپنے کسی قریبی یا دوست کو دے دیتے ہیں یا کسی ایسے آدمی کو جس سے کوئی کام نکلوانا ہو، یہ بڑی واضح اور قبیح خطاء ہے، کیونکہ صدقہ فطر ادا کرنا عبادت ہے جس میں خاص اللہ ہی کی رضا مطلوب ہونی چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

اے محبوب ﷺ! فرما دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور وفات پانا سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

لہذا صدقہ فطر بھی محض رضائے الٰہی کی خاطر ادا کریں اور شرعی مستحق تک پہنچائیں تاکہ احکامات الٰہیہ کی پابندی ہوسکے۔

خطاء نمبر ۱۰۸:

بعض لوگ صدقہ فطر کے احکام و مسائل سے بالکل ناواقف ہیں جس کی وجہ سے وہ کما حقہ یہ عبادت ادا نہیں کر سکتے، اور اس کے مسائل سے ناواقف رہنا بہت بڑی خطاء ہے۔ ذیل میں صدقہ فطر کے متعلق مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے اور سہولت کے پیش نظر، یہ مسائل سوال و جواب کی صورت میں تحریر کئے گئے ہیں۔

سوال: صدقہ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صدقہ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ

ہے تاکہ روزے کے دوران جو لغزشیں اور خطائیں ہو گئی ہوں، ان کا کفارہ ہو جائے اور ساتھ ساتھ غریبوں اور ناداروں کی عید کا سامان بھی ہو جائے اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں اور برکتوں کا شکریہ بھی ادا ہو جائے۔

سوال: صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر مسلمان، آزاد، مالک نصاب پر واجب ہے۔ اس میں عاقل، بالغ اور مال نامی (منافع بخش مال) کا ہونا شرط نہیں، نابالغ اور مجنون اور مالک نصاب ہیں تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے، ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔ (ردالمحتار)

سوال: صدقہ فطر کب ادا کرنا چاہیۓ؟

جواب: صدقہ فطر نماز عید سے قبل ادا کر دینا مسنون ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی ادا نہ کر سکا تو جب بھی ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا۔ عید کا دن گزر جائے اور کسی نے ابھی تک صدقہ فطر ادا نہ کیا ہو تو اس کے ذمے سے ساقط نہیں ہو گا، بلکہ اب بھی ادا کرنا لازم ہے۔ اور اس کا اب ادا کرنا ادا ہی کہلائے گا، قضا نہیں۔

بہتر یہ ہے کہ صدقہ فطر عید آنے سے چند دن قبل ادا کر دیا جائے تاکہ غریب اور نادار لوگ عید کی خوشیوں کیلئے سامان (کپڑے وغیرہ) خرید سکیں۔ عین موقع پر ادا کرنے سے وہ کوئی چیز خرید نہیں سکتے سوائے اس کے کہ آپ کا

صدقہ ادا ہو گیا اور ان کے پاس پیسے آ گئے۔

سوال: صدقہ فطر واجب کب ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو آدمی صبح صادق طلوع ہونے قبل مر گیا، یا غنی (مالدار) تھا، فقیر ہو گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ اور اگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مرا یا فقیر تھا اور غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے۔

سوال: مال ہلاک ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ ادا ہونے کیلئے مال کا باقی رہنا شرط نہیں، مال ہلاک ہو جانے کے بعد بھی واجب رہے گا، ساقط نہ ہوگا۔ بخلاف زکوٰۃ وعشر کے، کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (درمختار)

سوال: چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: چھوٹے بچے کا والد مالک نصاب **ہو تو** اس پر اپنی طرف سے اور چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ **اور اگر بچہ** خود مالک نصاب ہو (یعنی وراثت یا کسی اور ذریعے سے **بچے کے پاس** مال ہو) تو صدقہ فطر اس بچے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

سوال: یتیم بچے کا صدقہ فطر **کس** پر واجب ہے۔

جواب: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے، یعنی یتیم پوتے یا پوتی کی

طرف سے دادا پر صدقہ فطر واجب ہوگا۔ ہاں ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: جس نے روزے نہیں رکھے، اس پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی نے عذر (سفر یا مرض بڑھ جانے) کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقہ فطر اس پر واجب ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: مجنون اولاد کا صدقہ کس پر ہے؟

جواب: مجنون اولاد جو بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر ہے اور اگر غنی ہو تو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ (درمختار)

سوال: نابالغ منکوحہ لڑکی کا صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے، اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر، اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے۔ یہ سب اس وقت ہے جب لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو اور اگر وہ خود مالک نصاب ہو تو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔

سوال: بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی پر ہے یا نہیں؟

جواب : اپنی بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی کے ذمے نہیں ،اگر چہ اپاہج ہو، اگر چہ ان کے مصارف اس کے ذمہ ہوں۔

سوال: بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی کے ذمہ نہیں لیکن اگر اہل وعیال کا فطرہ ادا کر دیا تو کیا ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب : عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کی اجازت لئے بغیر ادا کر دیا جائے تو ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ اس کے عیال میں ہو یعنی اس اولاد کا نان ونفقہ (کھانا، پینا کپڑے وغیرہ) اس کے ذمہ ہو، وگرنہ بلا اجازت ادا نہ ہوگا۔ بیوی کی طرف سے بغیر اجازت ادا کیا جائے تو ہو جائے گا اور اگر بیوی شوہر کی طرف سے ادا کرے تو بلا اجازت ادا نہ ہوگا۔

سوال: ماں باپ کا فطرہ اولاد پر ہے یا نہیں؟

جواب : ماں، باپ، دادا، دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ آدمی کے ذمہ نہیں ہوتا اور ان کے حکم کے بغیر ادا بھی نہیں ہوتا۔

سوال: صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے:

کھجور، جَو اور کشمش دینی ہو تو ایک صاع۔

اور گندم یا گندم کا آٹا یا ستو دینے ہوں تو نصف صاع۔

سوال: ایک صاع کا وزن کیا ہے؟

جواب: تحقیق کے مطابق نصف صاع کا وزن، دوکلوسنتالیس گرام اور ایک صاع چارکلو ۹۶ گرام بنتا ہے۔ یعنی ہمارے پیمانوں کے اعتبار سے ایک صاع تقریباً ساڑھے چارکلو اور نصف صاع تقریباً سوا دوکلو کے برابر ہے۔

سوال: صدقہ فطر میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب: اگر صدقہ فطر، گندم، جو، کھجور یا منقے سے ادا کیا جائے تو ان کے وزن کا اعتبار کیا جاتا ہے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور چیز دینی ہو تو قیمت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

سوال: اگر گیہوں (گندم) اور جو ملے ہوئے ہوں تو کس کا اعتبار ہوگا؟

جواب: ان میں سے جو مقدار میں زیادہ ہو اسی کا اعتبار کیا جائے گا، اگر گیہوں زیادہ ہوں تو نصف صاع ادا کئے جائیں اور اگر جو زیادہ ہوں تو پورا صاع۔

سوال: مقررہ وزن کی قیمت فطرہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گیہوں اور جو وغیرہ کی قیمت لگا کر ادا کر دینا بھی جائز ہے لیکن ردی قسم کی خراب گیہوں کا اعتبار نہیں ہوگا۔

سوال: صدقہ فطر میں فقیر کو مالک بنانا شرط ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ فطر میں بھی مسلمان فقیر کو یعنی مستحق زکوٰۃ کو ماا کا

مالک بنانا شرط ہے اور اس میں تملیک کے بعد اس کو اختیار ہے، جہاں چاہے خرچ کرے، جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔

سوال : صدقہ فطر کا مقدم (یعنی پہلے ادا کر دینا) کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر کا مقدم کرنا یعنی پیشگی ادا کر دینا جائز ہے جبکہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہے، اگر چہ ماہِ رمضان سے پہلے ہی ادا کر دیا جائے۔

سوال: ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دینا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک شخص کا فطرہ ایک آدمی کو ہی دیا جائے تا کہ اس کی ضرورت اچھے طریقے سے پوری ہو سکے۔

سوال: ایک مسکین کو چند افراد کا صدقہ فطر دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب : ایک مسکین کو چند افراد کا فطرہ بغیر کسی اختلاف کے دینا جائز ہے۔

سوال : صدقہ فطر کے مصارف کیا ہیں؟ (یعنی کس کس کو دینا جائز ہے)

جواب : صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں

یعنی جن جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کو فطرہ دینا بھی جائز ہے اور جس کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی ان کو فطرانہ بھی نہیں دے سکتے۔ سوا عامل کے کہ اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن فطرانہ نہیں۔ (عامل سے مراد وہ آدمی ہے جس کو زکوٰۃ اکٹھی کرنے پر مقرر کیا گیا ہو۔)

سوال: صاحب نصاب کو فطرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں اسی طرح فطرہ لینا بھی جائز نہیں صاحب نصاب اگرچہ امام مسجد ہی کیوں نہ ہو، اسے کوئی صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ فطرانہ وغیرہما لینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ صاحب نصاب کو فطرہ وغیرہ دینے سے ادا نہ ہوگا۔

سوال: دینی طالب علم کو فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کسی دینی طالب علم کو فطرہ دینا افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے کیوں کہ اس سے طالب علم کی مدد کے ساتھ ساتھ اس کی وساطت سے علم دین کی مدد کرنا بھی لازم آتا ہے، جو کہ ثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ طالب علم کی اعانت کرنے سے ایک کے سات سو ملتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ وغیرہ)

باب یازدہم ......☆

عید کا چاند نظر آنے پر ہونے والی خطائیں

خطاء نمبر ۱۰۹:

عید کی رات تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند کرنا اچھا عمل ہے، بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اور یہ ان کی خطاء ہے۔

شیخ سید بن حسین العفانی، رقمطراز ہیں:

حضرت ابن المسیب، عروہ، ابوسلمہ اور ابوبکر رحمہم اللہ تعالیٰ کا معمول تھا کہ عید الفطر کی رات (چاند رات) کو مسجد میں بلند آواز سے تکبیر کہا کرتے تھے۔(۱)

خطاء نمبر ۱۱۰:

کچھ ناواقف اور جاہل لوگ تکبیر بولتے ہوئے ساتھ میں رقص کرتے ہیں، یہ بڑی قبیح خطاء اور نا قابل تحسین عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کو (ناجائز) رقص و سرور کا ذریعہ بناتے ہوئے حیا آنی چاہیے۔

خطاء نمبر ۱۱۱:

عید کا چاند نظر آتے ہی لوگ ناچ گانا اور ہلڑ بازی شروع کر دیتے ہیں

---

(۱)......نداء الریان فی فقہ الصوم وفضل رمضان، جلد:۲، صفحہ:۳۷۰

اور یہ بہت برا اور قابل گرفت عمل ہے۔ ناچ گانا تو ویسے ہی حرام فعل ہے چہ جائیکہ کہ ماہِ رمضان کی متبرک ساعتوں اور عید الفطر کی بابرکت گھڑیوں کے درمیان اس قبیح فعل کا ارتکاب کیا جائے۔

خطاء نمبر۱۱۲:

عوامی مقامات مثلاً بازار اور سڑکوں پر اور خاص مقامات مثلاً مساجد اور گھر وغیرہما میں بلند آواز سے تکبیر نہ پڑھنا بھی خطاء ہے۔ ہر مقام پر تکبیر و تہلیل (یعنی کلمہ شریف) کا ورد بآواز بلند کرنا چاہیے تا کہ شعائر اسلام کا اظہار ہو سکے۔

خطاء نمبر۱۱۳:

کسی عورت کا بلند آواز سے تکبیر کہنا کہ مردوں تک آواز پہنچے خطاء ہے، کیونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے، بعض علماء نے جماعت کی صورت میں خواتین کو نعت پڑھنے یا کلمہ شریف یا تکبرات کا ورد کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ فرماتے ہیں اس طرح پہچان نہیں ہو پاتی کہ کون سی آواز کس عورت کی ہے اور اس کا پردہ قائم رہتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خطاء نمبر۱۱۴:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہادت کی انگلی یا تسبیح پر گنے بغیر تکبیر و تہلیل کہنا صحیح نہیں ہے، ایسا کہنا خطاء ہے۔ بلکہ تکبیر و تہلیل کو ہاتھ کی دیگر انگلیوں پر بھی گنا جا سکتا ہے جیسا کہ نماز کے بعد نبی کریم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح کیا کرتے تھے۔

باب دوازدہم......☆

روزے کی قضاء کے بارے میں خطائیں

خطاء نمبر ۱۱۵:

بعض لوگوں کا مکہ مکرمہ میں روزہ رکھنے سے روکنا خطاء ہے۔ مکہ مکرمہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

جس نے اول تا آخر مکہ مکرمہ میں رمضان کا مہینہ پایا اور پھر اہتمام سے اس کے روزے اور قیام کو بجالایا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک لاکھ رمضان المبارک کا ثواب لکھ دیتا ہے، اور اس کیلئے ہر دن میں مغفرت اور شفاعت ہے اور ہر رات میں مغفرت اور شفاعت ہے اور دن میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ہے اور ہر دن میں اس کیلئے مقبول دعا ہے۔ (۱)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

مکہ میں ایک رمضان المبارک غیر مکہ میں ہزار رمضان گزارنے سے افضل ہے۔ (۲)

---

(۱)......سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۱۷، فضائل رمضان لابن شاہین، صفحہ: ۵۸، حدیث نمبر: ۳۶

(۲)......مجمع الزوائد، جلد: ۳، صفحہ: ۱۴۵

ان احادیث کی بنیاد پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر توفیق ملے تو اپنے قضاء روزے بھی مکہ مکرمہ میں رکھ کر اس عظیم ثواب کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کچھ لوگوں کا ان احادیث پر ضعف کا حکم لگا کر مسلمانوں کو اس سے روکنا خطاء ہے۔ اگر ہم مان لیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں تو بھی اہل علم محدثین کرام کا متفقہ اصول ہے کہ فضائل اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خطاء نمبر ۱۱۶:

مدینہ منورہ میں روزے گزارنے کے ثواب کا انکار کرنا اور لوگوں کو اس سے روکنا بھی خطاء ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

مدینہ منورہ میں ایک رمضان باقی شہروں کی بنسبت ہزار گنا افضل ہے اور مدینہ منورہ میں ایک جمعہ دیگر شہروں کی بنسبت ہزار جمعہ سے افضل ہے۔ (۳)

خطاء نمبر ۱۱۷:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیر اور جمعرات کو روزے کی قضاء کرنا افضل ہے۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت اور آپ ﷺ کی سنت ہے لیکن ان دنوں میں قضاء روزے کی فضیلت نظر سے نہیں گزری۔ البتہ کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے محبوب دن ہونے کی وجہ سے اس دن روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتا ہے تو

(۳)...... مجمع الزوائد، جلد: ۳، صفحہ: ۱۵۳

حسن نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے محروم نہ رکھے گا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ قضاء جتنی جلدی ہو ادا کرنی چاہئے اور ان دنوں کے انتظار سے ایسا نہ ہو کہ قضاء کا وقت ہی نہ ملے سکے اور بندہ العیاذ باللہ دنیا سے اللہ کا مقروض ہی اٹھ جائے۔

خطاء نمبر ۱۱۸:

روزوں کی قضاء کو سردیوں کے دنوں تک مؤخر کرنا خطاء ہے۔ جہاں تک روزوں کی قضاء کو مؤخر کرنے کا تعلق ہے تو اس میں حرج نہیں لیکن ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قضاء کو جتنی جلدی ہو سکے ادا کرنا چاہئے کیونکہ انسان کو موت کا وقت معلوم نہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ یہ ذمہ داری نبھائے بغیر ہی دنیا سے چلا جائے اور خدانخواستہ اللہ کی ناراضگی کا موجب ٹھہرے۔

خطاء نمبر ۱۱۹:

روزوں کو قضاء کرنے کی بجائے ان کا فدیہ ادا کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ فدیہ، قضاء کے قائم مقام ہو گیا، خطاء ہے۔ کیونکہ فدیہ صرف چند مخصوص حالتوں میں دیا جاتا ہے اور قضاء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فدیہ اور قضاء کے احکام جدا جدا ہیں۔

خطاء نمبر ۱۲۰:

بعض لوگوں کا روزوں کی قضاء کے ساتھ تراویح کی قضاء کرنا بھی خطاء ہے۔ کیونکہ تراویح صرف ماہِ رمضان کے ساتھ خاص ہے دیگر مہینوں میں نمازِ تراویح ادا

نہیں کی جاتی اور اگر ماہِ رمضان میں چھوٹ جائے تو اس کی قضاء نہیں ہوتی۔

خطاء نمبر ۱۲۱:

بعض لوگوں کا میت کی طرف سے اس کے ولیوں کو روزہ رکھوانا بھی خطاء ہے۔ کیونکہ ولی میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً روایت ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ (۴)

حضرت ابن عمر ہی سے مروی ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ رکھے نہ کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ اگر تم نے اس کا کفارہ ادا کرنا ہی ہے تو ان نمازوں یا روزوں کا فدیہ (میت کے ایصالِ ثواب کیلئے) صدقہ کردو۔ (۵)

زندگی میں عبادت کی ادائیگی میں کوئی کسی کا نائب نہیں ہوسکتا لہذا مرنے کے بعد بھی نہیں ہوگا۔

جن احادیث میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ان احادیث سے منسوخ قرار پاتی ہیں کیونکہ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔ (۶)

---

(۴) ...... مؤطا امام مالک، صفحہ: ۲۴۵

(۵) ...... مصنف عبدالرزاق، جلد: ۹، صفحہ: ۶۱۸

(۶) ...... نصب الرایہ، جلد: ۳، صفحہ: ۴۶۳

میت کی طرف سے روزے رکھنے والی احادیث اس وجہ سے بھی قابل عمل نہیں ہیں کہ ان میں اباحت کا ذکر ہے اور ہماری پیش کردہ احادیث میں حرمت کا ذکر ہے اور اصول میں یہ مقرر ہے کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

❁❁❁❁❁❁❁

باب سیزدہم……☆

شوال کے چھ روزوں کے بارے میں خطائیں

خطاء نمبر ۱۲۲:

بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ شوال کے چھ روزے رمضان کے ساتھ ہی رکھنے چاہئیں، اور ان میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔ ان لوگوں کا ایسا کہنا خطاء ہے۔ ان روزوں کو شوال کے وسط یا آخر تک مؤخر کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ نفلی عبادت ہے اور نفلی عبادات میں وسعت ہوتی ہے۔

خطاء نمبر ۱۲۳:

بعض لوگوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ شوال کے چھ روزے واجب ہیں، سنت یا مستحب نہیں، خطاء ہے۔ اکثر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ روزے سنت مستحبہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (۱)

امام نووی فرماتے ہیں:

---

(۱)……صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعا لرمضان

علماء کرام کا کہنا ہے کہ یہ چھ روزے ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر اس طرح ہونگے کہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے۔ تیس روزے رمضان المبارک کے اور چھ یہ ملا کر کل چھتیس روزے بنتے ہیں اور دس سے ضرب دینے سے حاصل ضرب تین سو ساٹھ بنتا ہے۔ اور سال میں تقریباً تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں تو جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیتا ہے تو اسے تین سو ساٹھ روزے رکھنے کا اجر مل جائے گا۔ (۲)

خطاء نمبر ۱۲۴:

بعض لوگوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ شوال کے روزے رمضان المبارک کے ساتھ پے در پے رکھنا واجب ہیں، خطاء ہے۔ ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ چھ روزے رمضان کے ساتھ ملا کر رکھنا مکروہ ہے تا کہ کوئی شخص ان کے وجوب یا فرض کا گمان نہ کر لے، اس لئے ان روزوں کو کچھ دن بعد رکھنا چاہیے۔ البتہ پورے شوال میں کوئی سے دنوں میں یہ روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

خطاء نمبر ۱۲۵:

شوال کے چھ روزے رکھ لینا اور جو رمضان المبارک کا کوئی روزہ بندے کے ذمے قضاء ہو اس کو ترک کر دینا بڑی شدید خطاء ہے۔ کیونکہ شوال کے روزے رکھنا ایک مستحب اور نفلی عمل ہے جبکہ قضاء کے روزے رکھنا واجب ہے،

---

(۲)……شرح صحیح مسلم للنووی، جلد:۱، صفحہ:۳۶۹

اگر کسی نے شوال کے روزے نہ رکھے تو وہ اس کے ذمہ قرض نہ رہیں گے لیکن اگر کسی نے رمضان کا روزہ قضاء نہ کیا تو وہ اس کے ذمہ باقی رہے گا جس کے متعلق اس سے پوچھ ہوگی۔

خطاء نمبر ۱۲۶:

بعض لوگوں کا شوال کی آٹھویں تاریخ کو ''عید الابرار'' کہنا خطاء ہے۔ ہوسکتا ہے یہ لوگ شوال کے چھ روزے ملا کر آٹھویں دن کو عید کا نام دیتے ہوں لیکن بہر حال اس کی مشروعیت کسی طور بھی ثابت نہیں ہے، اور کسی صحابی یا تابعی سے اس کا ثبوت نہیں ملتا چہ جائیکہ احادیث میں اس کا تذکرہ ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

باب چہاردہم ......☆

ماہِ رمضان میں خواتین کی خطائیں

روزہ اور ماہِ رمضان بلاشبہ اپنے ضمن میں بے شمار خوبیاں سمائے ہوئے ہیں لیکن ان سے کما حقہ فائدہ تب ہی اٹھایا جا سکتا ہے جب ان کی عبادات کو پورے اہتمام کے ساتھ نبھایا جائے۔

زمانہ رسالت سے دوری اور بُعد جیسے جیسے بڑھتا گیا ویسے ویسے لوگوں میں تساہل اور سستی بھی بڑھتی گئی حتی کہ یہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں اپنے مذہب کی تعلیمات یکسر بھول چکی ہیں۔ عبادات کا اہتمام کیسے کرنا ہے؟ کن چیزوں کو بروئے کار لانا ہے اور کن سے بچنا ہے، ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ بلکہ ہم نے بے شمار ایسی چیزوں کو دین کا حصہ بنا لیا ہے جن کا دور دور تک اسلام سے تعلق نظر نہیں آتا۔ ذیل میں چند غلط فہمیوں اور خطاؤں کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں اکثر خواتین ملوث ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اصلاح اور صحیح اسلامی طریقہ بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

خطاء نمبر ۱۲۷:

بعض خواتین ماہِ رمضان کا استقبال عام مہینوں کی طرح کرتی ہیں، ماہِ صیام کی آمد پر نہ تو وہ کوئی صالح نیت کرتی ہیں، نہ طاعت خداوندی کا پختہ ارادہ اور نہ ہی گناہوں سے سچی توبہ، حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مسلمانوں پر کبھی کوئی ایسا مہینہ نہیں آیا جو ماہِ رمضان سے بہتر ہو، اور منافقوں پر اس سے سخت مہینہ کوئی نہیں آیا۔ وہ اس لئے کہ مومنوں کو اس مہینے میں عبادت کی قوت عطا کی جاتی ہے اور منافقوں کی غفلت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ مومن کیلئے غنیمت اور گناہگار کیلئے مہلت ہے۔ (۱)

خطاء نمبر ۱۲۸:

خواتین کی خطاؤں میں سے یہ بھی ہے انہوں نے اس مہینے کو محض کھانے پینے کیلئے مخصوص سمجھا ہے، اور طرح طرح کے کھانے بنانے میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی ہیں اور ہر روزہ ایک نئی ترکیب سے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے سارا دن ضائع ہو جاتا ہے اور خواتین ذکر الٰہی کی چاشنی، عبادت خداوندی کی لذت، تلاوت قرآن مجید کی حلاوت اور احکامات و مسائل وغیرہ کے مطالعہ سے محروم رہتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کھانے جنہیں تیار کرنے میں وقت کا کثیر حصہ ضائع کیا گیا تھا، ان میں سے محض چند لقمے ہی کھائے جاتے ہیں اور باقی کا کھانا ضائع ہو جاتا ہے، اور یہ سب پیٹ کا برتن بھرنے کیلئے کیا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

سب سے برا برتن جسے آدمی بھرتا ہے اس کا پیٹ ہے۔ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھ سکیں اور اگر آدمی پر اسکا نفس غالب

(۱) مسند احمد، سنن کبریٰ بیہقی

آ جائے (اور زیادہ کھانے کو جی چاہے) تو وہ پیٹ کے تین حصے کر لے ایک حصہ کھانے کے لئے ایک پینے کے لئے اور ایک سانس کے لئے۔ (۲)

اس خطا سے بچنا ممکن ہے اگر درج ذیل امور کو اختیار کرنے کی کوشش کی جائے:

☆......کھانے اور پینے کی اشیاء میں میانہ روی کو اپنایا جائے۔

☆......کھانے کی صرف ایک یا دو قسمیں تیار کی جائیں۔

☆...... ایسے کھانے بنانے سے پرہیز کیا جائے جن میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔

☆......گھر کی خواتین ایک دوسرے کی مدد کریں، ایک خاتون ایک دن کام کرے اور دوسری دوسرے دن، اس طرح سبھی کو ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن مجید کا وقت میسر آ سکتا ہے۔

خطا نمبر ۱۲۹:

خواتین کی خطاؤں میں سے یہ بھی ہے کہ بہت سارا وقت ایک دوسرے کے گھروں کے **چکر** لگانے اور گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کرنے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ **وقت اگر اللہ** کا قرب پانے میں صرف کیا جاتا تو یقیناً کامیابی ہی مقدر ہوتی۔

---

(۲)......صحیح ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۷۰۴

اگر ہم فرض کریں کہ باہم بات میں ایک گھنٹے ضائع کیا ہے تو یقیناً ایک گھنٹے میں خاتون قرآن مجید کے دو سپارے پڑھ سکتی ہے اور ماہِ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں دو مرتبہ ختم قرآن مجید کی سعادت پائی جا سکتی ہے۔

بعض خواتین اکٹھی ہو کر بیٹھتی ہیں تو کسی کی غیبت کرتی ہیں اور کسی کی چغلی، مسلمانوں کی عزت کو اچھالا جاتا ہے اور اپنا نامہ اعمال گناہوں کی سیاہی سے کالا کیا جاتا ہے۔ ایسی خواتین کو سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسا خاص کرم فرمایا ہے کہ انہیں ماہِ رمضان جیسی نعمت سے نوازا ہے تاکہ وہ خود کو گناہوں سے پاک کر سکیں، اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے وہ اپنا وقت قیل و قال، غیبت، چغلی جھوٹ اور بہتان جیسے قبیح گناہوں میں ضائع کرتی ہیں، کیا انہوں نے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

جو جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنے سے نہ رکے تو اللہ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص کھانے یا پینے سے رک جائے۔ (۳)

اسی طرح نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

روزہ یہ نہیں کہ تم کھانے یا پینے سے رک جاؤ بلکہ روزہ تو لغو باتوں اور جماع سے رک جانے کا نام ہے۔ (۴)

---

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۸۰۴

(۴) صحیح ابن خزیمہ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۴۲ ...... المستدرک، جلد: ۱، صفحہ: ۴۳۰

روزہ دار کو چاہئے ان تمام افعال شنیعہ سے مکمل پرہیز کرے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کچھ روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں صرف بھوک ملتی ہے اور کچھ قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں تھکاوٹ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ (۵)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

کتنے ہی روزے دار ہیں کے انہیں پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ (۶)

خطاء نمبر ۱۳۰:

خواتین کی خطاؤں میں سب سے بڑی خطا یہ ہے کہ اکثر عورتیں روزے کے مسائل واحکام سے جاہل ہوتی ہیں اور محض ایک عادت سمجھ کر روزہ رکھتی ہیں نہ کہ عبادت سمجھ کر، انہیں روزے کے واجبات، سنتیں، آداب وغیرہ کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی نہیں جانتیں کہ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کن سے مکروہ ہوتا ہے، اس لاعلمی کی وجہ سے وہ بے شمار خطائیں کر جاتی ہیں اور انہیں علم تک نہیں ہوتا۔

خطاء نمبر ۱۳۱:

خواتین کی خطاؤں میں سے یہ بھی ہے کہ بعض خواتین اپنے ڈرائیور کے ساتھ اکیلی بازار چلی جاتی ہیں حالآنکہ انہوں نے شرعی پردہ نہیں کیا ہوتا اور ڈرائیور

---

(۵)……سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۶۷۱

(۶)……سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۷۲۳

اجنبی اور غیر محرم ہے جس کے سامنے کھلے منہ بغیر دوپٹے کے آنے حرام اور گناہ ہے۔

خطاء نمبر ۱۳۲:

اسی طرح خواتین کا بلاضرورت تنہا بازار میں چلے جانا بھی خطا ہے اور وہاں پر دکانداروں سے باتیں کرنا اور نظروں کا تبادلہ کرنا ناجائز ہے۔ شریف اور پاکباز خاتون کہ شکوک وشبہات والی جگہوں سے بچ کر رہے اور لباس بھی شرم و حیاء کے تقاضے کے مطابق پہنے تاکہ کوئی لالچی نظر اس کو دیکھ نہ سکے اور کوئی گناہگار اس کو پہچان نہ سکے۔

خطاء نمبر ۱۳۳:

بعض خواتین پوری زیب و زینت کے ساتھ سج دھج کر نماز تراویح پڑھنے کیلئے مسجد یا اس مقام پر جاتی ہیں جہاں ان کیلئے تراویح کا اہتمام ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی اور خطرناک خطا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "کوئی عورت جس نے خوشبو لگائی اور پھر نماز کیلئے مسجد کی طرف نکل کھڑی ہوئی، اس کی نماز قبول نہیں کیا جائے گی جب تک کہ وہ غسل نہ کر لے۔ (۷)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

کوئی عورت خوشبو لگا کر نکلی اور پھر کسی قوم کے پاس سے گزری تاکہ وہ

---

(۷)……سنن بیہقی

اس کی خوشبو کو محسوس کریں تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ جس نے اسے دیکھا وہ بھی زانیہ ہے۔(۸)

خطاء نمبر ۱۳۴:

حیض ونفاس کے دنوں میں ذکر واذکار چھوڑ کر بیٹھ جانا بھی بہت بڑی غلطی ہے۔اس حالت میں صرف قرآن مجید کو چھونا اور نماز پڑھنا ممنوع ہے، اس کے علاوہ کسی قسم کی عبادت ممنوع نہیں ہے، وہ قرآن مجید کو سن سکتی ہے، ذکر و اذکار، تسبیحات، اسلامی کتابوں کا مطالعہ وغیرہ دیگر کئی قسم کی عبادات کر کے رمضان المبارک کے قیمتی لمحات سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

خطاء نمبر ۱۳۵:

ماہِ رمضان کی آخری دس راتوں کو عید کی تیاری کیلئے کپڑوں اور باقی اشیاء کو بنانے میں صرف کر دینا بھی بڑی خطا ہے۔ نبی کریم ﷺ آخری دس دنوں میں جتنی عبادت کرتے تھے باقی دنوں میں اتنی کوشش نہ فرماتے، خاص طور پر طاق راتوں میں آپ ﷺ خود بھی عبادت فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تا کہ وہ بھی عبادت الٰہی میں جدو جہد کریں۔

لہذا اے میری بہن! ان مبارک راتوں میں عبادت کرنے پر حریص

(۸)……مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی

ہو جاؤ اور انہیں خلوص دل کے ساتھ اللہ کی رضا میں بسر کرو، ان دنوں میں نماز، روزہ، قیام، ذکر، دعا تلاوت قرآن مجید اور صدقہ و خیرات کے ذریعے اعمال حسنہ کی کثرت کرو۔ باقی رہے عید کے ملابس تو انہیں رمضان شروع ہونے سے قبل خرید لو یا پھر عید سے ایک دو دن پہلے خرید کر لے آؤ۔

خطاء نمبر ۱۳۶:

طلوع فجر تک طویل بیداری اور اس کے بعد دن کے وقت ظہر بلکہ عصر تک نیند پوری کرنا بہت بڑی خطا ہے۔ دن کے وقت سونا تو ویسے بھی جسم کو سست اور کاہل بنا دیتا ہے اور پھر نماز ظہر میں کوتاہی اور رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں کو نیند کی نظر کر دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ نبی کریم ﷺ تو رات کو دیر تک بیدار رہنا اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

ایک تو رات کو دیر تک بیدار رہنا ویسے بھی درست نہیں اور اگر عورتیں اس وقت کو گانے سننے، فلمیں دیکھنے یا ڈراموں سے دل بہلانے میں صرف کریں تو اور بھی زیادہ گناہ اور حرام ہے۔

خطاء نمبر ۱۳۷:

عورتوں کا اپنے بچوں کو روزہ رکھنے کا عادی نہ بنانا اگرچہ وہ سات سال سے کم عمر ہی ہو، بہت بڑی خطاء ہے۔ مستحب ہے کہ بلوغت سے قبل بچوں کو روزہ رکھنے کا عادی بنایا جائے، حضرت ربیع بنت معوذہ فرماتی ہیں:

ہم اپنے بچوں کو روزہ رکھوایا کرتے تھے اور ہم نے ان کے کھیلنے کیلئے ایک گڑیا بنائی ہوتی، جب بچہ کھانے کیلئے روتا تو ہم اسے وہ گڑیا دے دیتے، ہم اسی طرح کرتے رہتے حتی کہ افطار کا وقت ہو جاتا۔(۹)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

یہ حدیث بچے کو روزہ رکھوانے کیلئے اس کی آزمائش کرنے پر دلیل ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں اتنی عمر کے بچوں کا ذکر ہے جو شریعت کے مکلّف نہیں ہوتے تو اس سے یہی ظاہر ہے کہ ایسا ان کی تربیت اور آزمائش کیلئے کیا جاتا تھا۔(۱۰)

❁❁❁❁❁❁

(۹)......صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۸۵۹......صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۱۳۶

(۱۰)......فتح الباری، جلد:۹، صفحہ:۳۰

باب پانز دہم ......☆

ماہِ رمضان کے بعد کی خطائیں

خطاء نمبر ۱۳۸:

ماہِ رمضان گزرتے ہی لوگ اللہ کی عبادت سے دور ہو جاتے ہیں اور یہ بہت بڑی محرومی اور خطاء فاحش ہے۔ ہر مسلمان کیلئے اس سے بچنا واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ o (۱)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ o (۲)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ o (۳)

اور اپنے رب کی عبادت کرو حتی کہ تمہارے پاس یقین (قیامت) آجائے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱

(۲)...... سورۃ الذاریات، آیت: ۵۶

(۳)...... سورۃ الحجر، آیت: ۹۹

وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ○ يُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَلَا يَفْتُرُوْنَ ○ (۴)

اسی کے ہیں، جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور اس کے پاس والے اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور تھکتے نہیں۔ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

خطاء نمبر ۱۳۹:

بعض لوگوں کا یہ سمجھنا کہ رمضان المبارک کے بعد اب کوئی روزہ نہیں ہے، خطاء اور جہالت ہے۔ حالآنکہ رمضان المبارک کے بعد شوال کے چھ روزے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (۵)

ان کے علاوہ، یوم عرفہ کا روزہ، یوم عاشوراء کا روزہ، پیر اور جمعرات کے روزے، ہر مہینے میں تین روزے اور ایک دن چھوڑ کر ایک دن کا روزہ رکھنا، یہ سب روزے صحیح سنت سے ثابت ہیں۔

---

(۴)......سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۹-۲۰

(۵)......صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعا لرمضان

خطاء نمبر ۱۴۰:

بعض لوگوں کا رمضان المبارک کے بعد رات کے وقت نفل پڑھنا چھوڑ دینا اور یہ سمجھنا کہ رات کا قیام صرف رمضان المبارک کے ساتھ ہی خاص ہے، خطاء ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنوں کی تعریف بیان فرمائی ہے جو رات کو اٹھ کر تہجد کے نفل ادا کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (٦)

وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ (٧)

ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

خطاء نمبر ۱۴۱:

ماہِ رمضان کے ختم ہوتے ہی بچوں کا پٹاخے چھوڑنا، اسی طرح لیلۃ القدر اور شب برأت کو بھی اس طرح کی حرکتیں کی جاتی ہیں، یہ بہت بڑی غلطی اور سخت

---

(٦)……سورۃ الذاریات، آیت: ۱۷۔۱۸

(٧)……سورۃ السجدہ، آیت: ۱۶

گناہ کا باعث ہے۔ پٹاخے بنانا اور بیچنا حرام ہے اور اسی طرح ان کو چلانا بھی حرام وممنوع ہے۔اس کے حرام اور گناہ ہونے پر دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

☆……مال کا ضیاع ہوتا ہے،اور مال کو ضائع کرنا ممنوع ہے۔

☆……اس عمل میں لوگوں کیلئے اذیت اور تکلیف ہے۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے اس سے اڑنے والی چنگاریاں قیمتی اشیاء کو جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیتی ہیں۔

خطاء نمبر۱۴۲:

اس بات پر اطمینان کر کے بیٹھ جانا کہ ہمارا عمل اللہ کے ہاں مقبول ہے، بہت بڑی خطا ہے۔سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ اعمال کو بدرجہ اتم اور بدرجہ کمال پورا کرتے تھے لیکن اس کے باوجود عمل کے رد ہو جانے کا خوف فرسان روح بنا رہتا تھا،حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس بات کا بھرپور اہتمام کرو کہ تمہارے اعمال درجہ قبولیت پا جائیں،کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ o '' بے شک اللہ تو بس پرہیزگاروں (کا عمل ہی) قبول فرماتا ہے۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رائی کے دانے برابر میرا کوئی عمل قبول کرلیا ہے تو مجھے یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ o ''

بے شک اللہ کریم متقین کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عمل کے قبول نہ ہونے کا خوف عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت عطاء السلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پرہیز اس چیز کا نام ہے کہ عمل صالح کرنے کے بعد یہ خوف پیدا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ اسے قبول ہی نہ کرے۔

حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اسلاف کو دیکھا ہے کہ نیک اعمال میں بڑی محنت کرتے اور پھر ان پر غم طاری ہو جاتا کہ معلوم نہیں قبول ہوا یا نہیں۔

بعض اسلاف سے منقول ہے:

کہ وہ چھ ماہ تک دعا کرتے کہ یا اللہ ہمیں ماہِ رمضان تک پہنچا دے اور پھر چھ ماہ تک دعائیں مانگتے کہ الٰہی اسے ہم سے قبول بھی فرما لے۔

بعض اسلاف سے منقول ہے:

کہ عید الفطر کے دن ان پر غم کے آثار ابھر آتے اور ان سے کہا جاتا کہ آج تو خوشی کا دن ہے اور آپ غم زدہ ہوئے بیٹھے ہیں؟ وہ فرماتے:

تم بالکل سچ کہتے ہو لیکن میں ایک عاجز بندہ ہوں، میرے مالک نے حکم دیا تھا کہ میرے لئے عمل کرو لیکن میں نہیں جانتا کہ اس نے قبول کیا ہے یا نہیں؟

حضرت وہیب نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ عید کے روز ہنس رہے تھے، آپ نے فرمایا:

اگر یہ وہ لوگ ہیں جن کے روزے قبول ہو چکے تو یہ عمل شاکرین کا نہیں، اور اگر ان کے روزے قبول نہیں ہوئے تو خوفزدہ لوگوں کے یہ کام نہیں ہوتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی تو آپ پکار کر کہتے:

جس کے اعمال مقبول ہیں ہم اسے مبارک باد دیتے ہیں اور جن کے اعمال قبول نہیں ہم ان سے تعزیت کرتے ہیں، اے مقبول! تجھے مبارک ہو، اے مردود! اللہ تیری مصیبت کو ہلکا کرے۔(۸)

❁❁❁❁❁❁

(۸)……وظائف رمضان لابن رجب، صفحہ:۴۷